دليل المشو...

النظر...

فلسفة الاسلام

اردو .. علامہ سید علی الحائری ... امرت الیکٹرک پریس لاہور ۱۹۲۸ء ... ص ۴۴

اردو .. سید محمد رضی الرضوی والقمی .. پبلک پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۲۲ء ... ص ۲۳

اردو .. علامہ سید علی الحائری .. پبلک پرنٹنگ پریس لاہور ۱۳۴۱ھ ... ص ۱۲۵

قولہ تعالیٰ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ

کتاب مستطاب لجواب مزغوب شیخ و شاب ثبوت
حلت و جواز متعہ اور اسکے متعلقہ شبہات کا مدلل جواب

موسومہ بہ

دلیل المتعہ

مصنفہ حجۃ الاسلام و المسلمین صدر المفسرین سلطان المحدثین محی الملت
والدین رئیس الشیعہ مدار الشریعہ نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار
شریعتمدار علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ و کعبہ
مجتہد العصر و الزمان ادام اللہ ظلالہ

جس کو

کربلائی غلام علی شہتیک منیجر جواب الحسنی لاہور نے استفادۂ عام کیلئے
شایع کیا

قیمت ۴ر علاوہ محصول

قولہ تعالیٰ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ پ ۵ ع ۱

کتاب مستطاب لاجواب مرغوب شیخ و شاب ثبوت
حلت و جواز متعہ اور اسکے متعلقہ شبہات کا مدلل جواب

موسومہ بہ

دلیل المتعہ

مصنفہ حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سلطان المحدثین محی الملت
والدین رئیس الشیعہ مدار الشریعہ نباض دہر حکیم الامۃ الناجیہ سرکار شریعتمدار
علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزمان مد ظلہ

جس کو
کربلائی غلام علی شہید رنگ منیجر جلسہ ہائے خدام الحسینی لاہور نے واسطے استفادہ عوام کیلئے
امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام لالہ درگا داس پرنٹر کے
چھپی

رسالۂ دلیل المتعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی دل علی ذاتہ بذاتہ وجل عن ملائمۃ کیفیاتہ و تنزہ عن مجانسۃ مخلوقاتہ وعن مشابہۃ مصنوعاتہ وتقدس عن مماثلۃ مکنوناتہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ محمد خاتم انبیائہ وعلی الائمۃ المعصومین المطہرین افضل اولیائہ

امابعد اہل تحقیق کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ آجکل بعض نادانوں نے عام طور پر یہ غلط فہمی پھیلادی ہے۔ کہ متعہ مخصوص شیعہ مذہب کا عقیدہ ہے۔ اور یہ کہ (معاذ اللہ) زنا اور متعہ میں کوئی فرق اور تمیز نہیں ہے اسلام میں نہ کبھی متعہ جائز و حلال تھا۔ نہ اب ہے۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے میں مجبور کیا گیا ہوں۔ کہ کتب مستندہ و معتمدہ اہل سنت سے ثابت کردوں۔ کہ متعہ بنص قرآن جائز اور حلال قرار دیا گیا ہے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام اور ابوبکر صاحب کے زمانے میں بلکہ نصف زمانہ خلافت عمر صاحب میں بھی متعہ جائز تھا۔ اور خود عمر صاحب نے ہی متعہ کو حرام قرار دے کر شریعت اسلام میں دست اندازی کی ہے۔ اکابر ائمہ و علما اہل سنت اس امر کے قائل ہیں۔ اور حضرت عمر کا اپنا اعتراف کہ میں متعہ کو حرام کرتا ہوں انکی معتبرہ و مستندہ کتابوں میں مرقوم ہے جس کو میں انشاء اللہ اس رسالہ میں مفصل بیان کروں گا۔ اگر کوئی محقق تعصب سے علیحدہ رہ کر نظر انصاف سے اس کا مطالعہ کریگا۔ تو امید ہے اس پر حق الامر اس مسئلہ متعہ میں روشن ہو جائیگا۔ پس یہ سمجھ لینا

چاہئے۔ کہ متعہ کے لغوی معنے انتفاع و التذاذ کے ہیں۔ مگر جب یہ لفظ نساء کی طرف مضاف
ہوتا ہے۔ اسوقت اسکے معنے اصطلاحِ شریعت میں نکاح موقت و موجل کے کئے جاتے ہیں
قاموس میں فیروزآبادی لغت متعہ میں لکھتے ہیں۔ المتعة بالضم والکسر اسم
للتمتع کالمتاع وان تتزوج امراۃ تمتع بھا ثم تخلی بھا سبیلھا وان تضم
عمرۃ الی حجک یعنے متعہ بالضم یا بالکسر تمتع کا نام ہے مثل متاع کے کسی عورت کو
چندروزہ زوجیت میں رکھنا پھر الگ کردینا۔ یا عمرہ کو حج کے ساتھ ضم کرنا متعہ کہلاتا ہے
علامہ عینی کتاب عمدۃ القاری شرحِ بخاری میں فرماتے ہیں۔ نکاح المتعة ھو النکاح
الذی بلفظ التمتع الی وقت معین بحیث ان یقول لامراۃ تمتع بک کذا مرۃ
بکذا مال یعنے متعہ نکاح موقت ہے جس میں مدت تمتع اور مقدار مہر کا اظہار لازمی ہے
علامہ ابن عبدالبر کتاب تمہید میں فرماتے ہیں۔ اجمعوا علی ان المتعة نکاح لا اشہاد
فیہ وانہ نکاح الی اجل یقع فیہ الفرقۃ بلا طلاق یعنے امت کا اجماع قائم
ہے اس بات پر کہ متعہ نکاح موقت ہے بغیر طلاق کے بعد انقضائے میعاد کے مفارقت
ہوجاتی ہے۔ اس نکاح میں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ امام سیوطی تفسیر درمنثور میں
فرماتے ہیں المتعة الرجل ینکح المراۃ بشرطٍ الی اجل مسمے فاذا انقضت
المدۃ فلیس لہ علیھا سبیل یعنے متعہ میں نکاح کی میعاد مقرر ہوتی ہے اور
مدت مقررہ کے بعد نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔

غرض ان تمام اکابر ائمہ اہل سنت کی عبارات سے ظاہر اور ثابت ہوا کہ متعہ بھی نکاح
ہے مگر موقت۔ پس لازماً عقد دائمی کو نکاح کہتے ہیں۔ اور عقد منقطع کا متعہ نام ہے اور متعہ
میں طلاق کی اسلئے ضرورت نہیں ہے۔ کہ اس میں پہلے ہی سے مدت مقرر کرلی جاتی ہے
وجہ تسمیہ متعہ یعنے عقد منقطع (نکاح موقت) کا کیوں متعہ نام رکھا گیا۔ اسکی وجہ علامہ
سیوطی نے تفسیر درمنثور میں ابن عباس سے اس طرح نقل کی ہے اخرج ابن ابی حاتم
عن ابن عباس قال کانت المتعة فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ
لیس معہ من یصلح ضیعتہ ویحفظ متاعہ فتزوج المراۃ الی قدر یری

ان یفرغ من حاجتہ فتنظر لہ متاعہ وتصلح لہ صیغہ یعنی مسافر تاکہ غیر ملک میں حفاظت متاع کی غرض سے کسی عورت سے چند روزہ عقد منقطع کر لیتے تھے کہ سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اس مناسبت کی وجہ سے عقد موقت کو متعہ کہنے لگے۔

ثبوتِ متعہ بنصِ قرآن مجید

ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ پ ۵ ع ۱ یعنی کہ تم اپنے مال خرچ کر کے بحالت پاکدامنی نہ بغرض بدکاری انکی خواستگاری کرو۔ پھر ان میں سے جن سے تم متعہ کر لو تو مقرر کیا ہوا مہر انکو دے دو۔

اِس آیتِ مجیدہ کے استدلال کے دو طریق ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ اس آیت کے حکم میں نکاح اور متعہ دونوں شامل ہیں۔ کیونکہ لفظ استمتاع میں دونوں مطلب شامل ہیں۔ خواہ استمتاع بصورت تابید ہو یا بسبیل توقیت۔ پس جبکہ دونوں قسمیں اس حکم میں شامل ہیں تو متعہ ثابت ہوا۔ دوسری یہ ہے کہ آیت مذکورہ سے مخصوصاً حلت متعہ ہی مقصود ہے جس کا ثبوت چند وجہوں میں حسب ذیل ملاحظہ فرمائیں۔

اوّل یہ کہ ابی ابن کعب اور عبد اللہ بن عباس کی قرات کے مطابق فقرہ الی اجلٍ مسمّٰی اس آیت میں ہے! ور انکی قرات پر کسی نے انکار نہیں کیا پس اجماع امت اس قرائت پر ثابت ہے۔ لھذا حلت متعہ باجماع امت ثابت ہوا۔ وہو المقصود کہ متعہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔

دوم آیت مجیدہ مذکورہ میں مجرد ابتغاء استمتاع مذکور ہے اور بعد از ان اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔ کہ بعد استمتاع اُجرت مقررہ انکو دیدو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ بمجرد ابتغاء بمال جماع جائز ہے! ور یہ صورت صرف نکاح متعہ ہی میں متصور ہوسکتی ہے۔ کیونکہ نکاح دائم میں یہ حالت یعنے جماع بمجرد ابتغاء بمال درست نہیں ہے۔ نکاح دائم بغیر حاضری گواہان و اجازت ولی جائز منعقد نہیں ہوسکتا۔ اور بغیر عقد جماع جائز نہیں ہے پس

ثابت ہوا کہ اس آیت کو نکاح دائم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ متعہ ہی سے متعلق ہے

سوم آیت مذکورہ میں بجرد استمتاع اُجرت دینے کا حکم ہے اگر استمتاع نہ ہو تو اُجرت نہیں بنکاح دائم میں خواہ استمتاع واقع ہو یا نہ ہو۔ نکاح کے بعد نصف مہر دینا لازمی ہے۔ نیز شریعت کی اصطلاح میں نکاح اور استمتاع میں فرق ہے اس سے بھی ثابت ہوا۔ کہ یہ آیت مجیدہ متعہ ہی کے بارہ میں ہے۔

چہارم اگر اس آیت کو نکاح مطلق کے متعلق مانا جائے تو ایک ہی صورت میں دو دفعہ ایک ہی حکم کا صدور ماننا پڑے گا پس رفع تکرار ضروری ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہ آیت متعہ ہی کے بارہ میں ہے۔

پنجم اجماع امت قائم ہے کہ متعہ اسلام میں جائز تھا اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ ہاں اس حکم کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔ پس اگر یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ تو حکم ناسخ متواتر ہوگا یا آحاد۔ اگر متواتر ہے تو عبداللہ ابن عباس، ابی بن کعب۔ عمران بن حصین اور بالخصوص جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کی تکفیر ثابت ہوگی۔ کہ انہوں نے باوجود علم ایسے فعل کے مباح ہونے کا کیوں فتوے دیا جس کی تحریم کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ اور ان بزرگواروں کی تکفیر ناممکن ہے اور اگر حکم ناسخ آحاد ہے تو پھر بھی باطل ہے۔ کیونکہ اباحت و حلت متعہ باجماع و نص ثابت ہے۔ پس خبر آحاد کو اس حکم کا ناسخ کہا جائے تو امر مظنون رافع امر مقطوع ہوگا۔ حالانکہ صرف ظن سے امر مقطوع رفع نہیں ہو سکتا۔ اور مدلول اکثر روایات کا یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے متعہ و خر اہلی کو روز خیبر منع فرمایا ہے۔ اور اکثر روایات میں یہ ہے۔ کہ سرورِ عالمؐ روحی فداہ نے یوم فتح اور حجۃ الوداع میں متعہ کو مباح فرمایا۔ اور یہ اباحت و حلت بعد خیبر ہے۔ پس اس روایت سے خبر حرمت متعہ روز خیبر غلط ہوگئی۔

اور جن حضرات نے متعہ کا چند بار حلال ہونا اور چند بار حرام ہونا بیان کیا ہے مفسرین کے نزدیک وہ قابل وثوق و اعتماد نہیں ہے۔ ان لوگوں کا مقصد صرف ازالۂ تناقض ہے اور بس۔

ششم حضرت عمر خطاب سے روایت کیگئی ہے کہ آپ نے بر سر منبر فرمایا کہ رسول خدا روحی فداہ کے عہد سعادت مہد میں دو متعہ تھے۔ متعہ حج اور متعہ نساء۔ اور ہم انکی ممانعت کرتے ہیں۔ یہ کلام نص ہے حلت متعہ پر عہد رسول خدا صلعم میں۔ پس حکم عمر صاحب سے حکم رسول صلعم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اور عمران بن حصین کی بھی یہی حجت تھی کہ حلتِ متعہ قرآن سے ثابت ہے۔ اور حکم ناسخ نازل نہیں ہوا۔ نہ رسول خدا صلعم نے ہمکو متعہ سے روکا۔ بعد رسول جس شخص نے ممانعت کی اپنی رائے سے کی ہے جو قابل تسلیم نہیں ہے۔ غرض یہ کہ متعہ۔ نکاح منقطع کا نام ہے۔ اور تقریباً تمام شرائط اور احکام جو نکاح دائمی کے لئے ہیں سب متعہ کے لئے بھی ضروری ہیں۔ متعہ صرف تھوڑے عرصہ کیلئے بھی ہو سکتا ہے۔ اور زیادہ زمانہ کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے۔ وقتِ مقررہ پورا ہونے پر زن شوئی کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔ ممتوعہ عورت اگر یائسہ نہ ہو تو اس کے لئے بھی عدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

الی اجل مسمّٰی جزءِ آیت متعہ ہے

اِس امر میں کہ آیت متعہ فما استمتعتم الخ کے نازل ہونے پر متعہ کرنا بحکم خدا پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے جائز مباح اور حلال قرار دیا فریقین میں اتفاق ہے اور کسی کو بھی اس سے انکار و اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ متعہ حلال و مباح قرار پانے کے بعد حرام کیا گیا یا نہیں۔ اور یہ کہ آیت مذکورہ متعہ منسوخ ہوئی یا نہیں۔ اگر آیت منسوخ ہوئی اور متعہ حرام کیا گیا تو کسکی جانب سے۔ آیا خدا کی طرف سے یا پیغمبر اسلام کی جانب سے۔ یا یہ کہ کسی غیر ذمہ دار شخص نے متعہ کو حرام قرار دیا۔ اکابر ائمہ اور محدثین اہلسنت کی معتمدہ و مستندہ کتابوں کی عبارتیں ناظرین کے اضافہ معلومات کی غرض سے ذیل میں درج کیجاتی ہیں۔ ملاحظہ کریں۔

ہمارے ہاں مجمعُ البیان میں علامہ طبرسی نقل فرماتے ہیں۔ قد روی عن جماعۃ من الصحابۃ منہم ابی بن کعب و عبد اللّٰہ بن عباس و ابن مسعود انہم

قرأوا فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی فاٰتوهن اجورهن وفی ذلک تصریح بان المراد به عقد المتعۃ یعنے صحابہ کی ایک جماعت جن میں فضلائے صحابہ ابی ابن کعب عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود بھی شامل ہیں۔ اِس آیت متعہ کو اس طرح پڑھتے تھے کہ جن عورات سے مدت مقررہ تک متعہ کرو انکو مہر دو استمتاع الی اجل مسمّٰے سے عقد متعہ بالصراحت ثابت ہے۔

امام ثعلبی حبیب بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب نے کہا ابن عباس نے مجھے ایک مصحف دیا اور فرمایا کہ ھذا علے قراۃ ابی قرائت فی المصحف فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰے یعنے یہ ابیّ بن کعب کی قرأت کے مطابق ہے۔ میں نے اسکو پڑھا تو آیت استمتاع میں فقرہ الی اجل مسمّٰے مرقوم و مسطور تھا۔

محمد بن جریر طبری اپنی تفسیر میں ابونضرہ سے روایت تحریر فرماتے ہیں۔ ابونضرہ کہتا ہے سئلت عن ابن عباس عن المتعۃ فقال اما تقرء فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰے قلت لا اقرءها هکذا قال ابن عباس هکذا انزلها الله یعنے میں نے ابن عباس سے متعہ کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے سورۂ نساء میں آیت استمتعتم کو نہیں پڑھا۔ میں نے کہا پڑھا ہے۔ کہا کہ یہ آیت فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰے نہیں پڑھی۔ میں نے عرض کیا اس آیت کو اس طرح نہیں پڑھا۔ ابن عباس نے کہا کہ خداوند تعالٰے نے اسی طرح نازل فرمایا ہے۔

بیہقی اپنی سنن میں اور طبرانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے کہ صدر اسلام میں متعہ کا رواج تھا اور صحابہ آیت استمتاع میں الی اجل مسمّٰے پڑھا کرتے تھے۔ اور علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں قراءۃ ابن مسعود فما استمتعتم به منهن الی اجل ابن مسعود اس آیت میں الی اجل پڑھا کرتے تھے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے عن سعید بن جبیر انه قرأ فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰے یعنے سعید بن جبیر بھی اس آیت میں الی اجل مسمّٰے پڑھا کرتے تھے۔

غرض ان روایتوں سے ثابت ہے۔ کہ صحابہ اِس آیت کو جواز متعہ میں پیش کیا کرتے تھے۔ اور نیز اس آیت میں الی اجل مسمّٰے بھی انکی قرائت کے بموجب تھا۔ مگر اب نہیں رہا۔ یہ سب روایتیں حضرات اہل سنت کی کتب تفاسیر میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ واضعانِ حدیث نے خلیفہ عمر کی حمایت میں تحریم متعہ کو سرورِ انام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور احادیث میں اختلاف پیدا کر دیا ہے۔

بعض علماء اہلسنت نے الی اجلٍ مسمّٰے میں جب کوئی محل اعتراض کا نہ پایا تو اپنے ذہن ناقص سے یہ ایجاد کیا کہ یہ روایت الی اجل مسمّٰے اگرچہ ہماری کتابوں میں آئی ہے لیکن اسکی صحت محل کلام ہے۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ مستدرک میں حاکم نے لکھا ہے هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم پس جب تمہارے عالم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہو۔ تو اب کونسا عرف اسکی صحت میں باقی رہا۔ اور سوائے اسکے الی اجل مسمّٰے کی روایت کو بغوی اور زمخشری نے بھی ابن عباس سے اور نیشاپوری و فخر رازی نے ابی ابن کعب اور نیز ابن عباس سے روایت کر کے بیان کیا ہے۔ اگرچہ صحت و عدم صحت کا ذکر نہیں کیا۔ مگر یہ علماء تمہارے نزدیک ایسے بیہودہ گو نہیں ہیں کہ اپنی مصنفات جلیلہ میں روایت پوچ اور لغو کو درج فرمائیں۔

مرقات شرح مشکوۃ میں ملا علی قاری نے لکھا ہے والعجب من الشیعة انهم اخذ وا بقوله ای ابن عباس وترکو مذهب علی رضی الله عنه ففی صحیح مسلم ان علیاً رضی الله عنه سمع ابن عباس یلین فی المتعة النسأ فقال مهلاً یا ابن عباس فانی سمعت رسول الله صلعم نهی عنها یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیة قال ابن همام یدل علی انه لم یرجع حین قال علی ذالک کما فی صحیح مسلم عن عروة بن الزبیر ان عبد الله بن الزبیر قام بمکة فقال ان اناس اعمی الله قلوبهم کما اعمی الله ابصارهم یفتون بالمتعة یعرض برجل فناداه فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعة

یفعل فی عھد امام المتقین یرید رسول اللہ الخ یعنے تعجب ہے کہ شیعہ ابن عباس کے قول کی پیروی کرتے ہیں۔ اور علی رضی اللہ عنہ کے مذہب کو ترک کرتے ہیں صحیح مسلم میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس سے فرمایا۔ کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے متعہ اور گوشت خر اہلی خیبر میں حرام کر دیا۔ ابن ہمام کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس نے حضرت علیؑ سے سُن کر رجوع نہیں کیا۔ اور اباحت وحلت متعہ کا فتوےٰ دیتے رہے چنانچہ صحیح مسلم میں عروہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مکہ معظمہ میں کہا کہ بعض لوگ انکی آنکھ سے اندھے تو تھے ہی مگر دل کی آنکھیں انکی بھی پھوٹ گئیں۔ اسمیں ابن عباس پر تعریض تھی کہ وہ اباحت متعہ کا فتوےٰ دیتے تھے جب ابن عباس نے سُنا تو ابن الزبیر کو گالی دی اور فرمایا کہ عہد رسول اللہ صلعم میں مسلمان متعہ کرتے تھے۔

ان روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابن عباس ہمیشہ متعہ کو نہ صرف حلال جانتے رہے۔ بلکہ مسلمانوں کو متعہ کی اجازت بھی دیتے رہے۔ اور اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ نہی خیبر کی حدیث بالکل وضعی ہے۔ امیر المومنینؑ نے ابن عباس سے ہرگز ایسا نہیں فرمایا۔ ورنہ ابن عباس تعمیل فرمان حضرتؑ سے انکار نہ کرتے۔ کیونکہ ابن عباس ایک برگزیدہ بزرگوار صاحبِ فہم ذی علم صحابی رسول صلعم تھے۔ ضدی نہ تھے ہٹ دھرم نہ تھے۔ جاہل نہ تھے۔ اور جناب امیر علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور علم وفضل۔ دیانت و صداقت کے قائل تھے۔ اور آنجناب علیہ السلام کے شاگرد رشید تھے۔ اس لئے ان سے جناب علیؑ کے فرمان کا تخلف کرنا خلاف قیاس ہے۔

تفسیر کشاف جلد اوّل مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۲۸۳ سطر ۱۵ میں علامہ جار اللہ زمخشری اسی آیت متعہ فما استمتعتم الخ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔ عن ابن عباس ھی محکمۃ یعنے لم تنسخ وکان یقرأ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی یعنے ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت متعہ آیات محکمہ سے ہے۔ یعنے منسوخ نہیں ہوئی۔ اور اپنے حکم و عمل میں باقی ہے۔ اور ابن عباس اس آیت کو یوں قرأت فرماتے تھے فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ یعنے پھر جن عورتوں سے

تم نے متعہ کیا ایک مقررہ مدت کے لئے تو ان سے جو مہر ٹھیرا تھا۔ وہ اُنکے حوالے کردو

تفسیر لباب التنزیل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۵۸ سطر ۴ میں امام خازن بغدادی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے ان الآیت محکمۃ وکان یرخص فی المتعۃ کہ آیت فما استمتعتم آیت محکمہ ہے اور متعہ کرنیکی رخصت حاصل تھی۔ امام زمخشری کے مذکورہ قول اور روایت سے دو امر ثابت ہوئے جو حسب ذیل ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ آیۂ متعہ فما استمتعتم الخ اپنی حکم علت میں قیامت تک باقی ہے۔ کیونکہ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی۔

دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ اس آیت میں "الیٰ اجل مسمّیٰ" کا جملہ بھی نازل ہوا تھا اور قرائت بھی کیا جاتا رہا۔ مگر افسوس کہ آج قرآن مجید میں یہ جملہ اس آیت میں موجود نہیں ہے۔ زمخشری زندہ ہوتا تو میں ان سے پوچھ لیتا کہ کیوں حضرت عثمان نے آیۂ مذکورہ سے اس جملہ کو تحریف کر دیا ہے۔ فرمائیے زمخشری کے اس اعتراف کے بعد تحریف قرآن کے قائل سُنی ہوتے یا شیعہ۔ فافہم وتدبر۔ تفصیل کے لئے رسالہ موعظۂ تحریف قرآن۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر دُرِّ منثور جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۰ سطر ۶ میں امام جلال الدین سیوطی نے جو روایت نقل کی ہے۔ اس سے بھی امام زمخشری کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ جس کو امام ابن جریر اور ابن الانباری بھی فی المصاحف نقل کرتا ہے اور حاکم نے بھی اس روایت کی تصحیح کی ہے۔ بطریق ابی نضرۃ قال قرات علی ابن عباس فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ قال ابن عباس فما استمتعتم بہ منھن الیٰ اجل مسمّےٰ فقلت ما نقرءھا کذالک فقال ابن عباس واللہ لانزلھا اللہ کذالک انتھیٰ بلفظہ

یعنے ابی نضرہ کہتا ہے کہ آیت متعہ کو ابن عباس پر میں نے یوں تلاوت کیا فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ۔ تو ابن عباس نے فرمایا یوں پڑھو

فما استمتعتم بہ منھن الےٰ اجل مسمّےٰ میں نے کہا ہم تو اس طرح قراءت نہیں کیا کرتے۔ ابن عباس نے کہا خدا کی قسم کہ اس آیت کو خدا نے اسی طرح نازل کیا ہے۔

عزیزو! ابن عباس کے اس حلفیہ بیان کے مطابق جبکہ آیت میں "الی اجل مسمی" کا من اللہ نازل ہونا ایسے اکابر آئمہ اہلسنت نے تسلیم کیا۔ اور لکھدیا ہے تو پھر تحریف قرآن کا مسئلہ عقیدۂ اہلسنت کا ثابت ہو گیا۔ مگر میں آپکو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان کھلی ہوئی نشانیوں کے باوجود بھی اس موضوع کے متعلق یہ غلط مشہور کیا جائیگا کہ خاکسار آیت متعہ میں تحریف کا قائل ہے۔ مگر خود حضرت عثمان جو اصل محرف ہے یا ابن عباس جو راوی اس روایت کا ہے۔ یا امام زمخشری۔ امام سیوطی۔ ابن جریر۔ ابن الانباری حاکم اور ابی نضرہ جو اس امر کے ناقل ہیں۔ انکا ذکر اور نام تک بھی کوئی نہ لیگا۔ اسلئے قبل از وقت آپکو میں نے مطلع کیا۔ کہ انکی چشمہ بازیوں سے آپ غافل نہ رہیں۔

غرض اس آیت کی نسبت بعض نادان یہ کہدیتے ہیں۔ کہ آیت متعہ منسوخ ہے۔ مگر اسکا ناسخ پیش نہیں کر سکتے۔ اور حدیث قرآن کی ناسخ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے قال رسول اللہ کلامی لاینسخ کلام اللہ کہ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ قرآن میں ہے ننسخہا اونات بخیر منہا یعنے ہم منسوخ کرتے یا دوسرا حکم اس سے بہتر بھیجدیتے ہیں۔ حکم خدا کو خدا ہی منسوخ کر سکتا ہے۔ رسول میں یہ طاقت کہاں کہ حکم خدا کو اپنے رائے سے بدل ڈالیں۔ یہ عمر کا ہی حصہ تھا جس نے بڑی جرات سے حلال خدا کو حرام کر دیا۔ سیوطی کہتا ہے اخرج عبد الرزاق والبو داؤد فی ناسخہ وابن جریر عن الحکم انہ سئل عن ھذہ الایۃ امنسوخۃ قال لا وقال علی لولا ان عمر نھی عن المتعہ ما زنی الا شقی کسی نے حکم سے دریافت کیا کہ آیت فما استمتعتم کیا منسوخ ہوئی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ بلکہ علیؑ نے فرمایا ہے اگر عمر متعہ کی ممانعت نہ کرتا تو سوا شقی کے کوئی شخص بھی زنا نہ کرتا۔ ثعلبی نے بھی اپنی تفسیر میں اس روایت کو درج کیا ہے۔ اور معالم التنزیل میں بغوی نے لکھا ہے وکان ابن عباس رضی اللہ عنہ یذھب الی

ان الآیۃ محکمۃ یعنے ابن عباس اس آیۂ متعہ کو آیت محکمہ کہتے ہیں یعنی منسوخ نہیں کہتے
تفسیر غرائب التنزیل جلد اول صفحہ ۴۲۱ سطر ۷ میں نظام نیشاپوری یوں فرماتے
ہیں۔ واما عمران ابن الحصین فانہ قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ
ولم ینزل بعدھا آیۃ تنسخہا وامرنا بہا رسول اللہ وتمتعنا معہ ومات
ولم ینہنا عنہا ثم قال رجل برایہ ما شاء یرید ان عمر نہی عنہا انتہی
بلفظہ۔

یعنے عمران بن حصین نے کہا ہے کہ آیت متعہ فما استمتعتم الخ قرآن مجید میں نازل
ہوئی۔ اس کے بعد اسکو منسوخ کرنے والی دوسری آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور
رسول خدا صلعم نے ہم کو متعہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ اور ہم نے پیغمبر صلعم کی موجودگی اور معیت
میں متعہ کیا۔ اور پیغمبر صلعم اسکے بعد فوت ہو گئے۔ اور متعہ کرنے سے ہمکو منع نہیں کر گئے
انکی وفات کے بعد ایک شخص نے محض اپنی رائے سے جو چاہا کر ڈالا۔ اسکی مراد
اس شخص سے حضرت عمر تھے۔

اب یہ مسئلہ بالکل صاف ہو گیا ہے کہ خدا اور رسول صلعم کی جانب سے تو متعہ کا حلال
جائز اور مباح ہونا اور حین حیات رسول آپ کی معیت پیغمبرؐ صحابہ کا متعہ کرنا اکابر
آئمہ اہلسنت نے تسلیم کر لیا ہے۔ اس کے بعد وفات سے پہلے رسول خدا صلعم کا متعہ
سے کسی کو ممانعت نہ کرنا بھی آئمہ اہلسنت تسلیم کر چکے ہیں۔ تو اب خود ہی آپ غور
کر سکتے ہیں۔ کہ شارع کے مخالف کسی غیر ذمہ دار شخص کو شریعت اسلام میں تغیر و تبدل
کرنے کا کیا حق حاصل ہو سکتا تھا۔ خدا اور رسول کے حلال کو پیغمبرؐ کی وفات کے بعد حرام
یا حرام کو حلال کرنے والے کی نسبت اسلام کیا حکم دیتا ہے۔ اور ایسے مجرم کے لئے اسلام
کیا سزا تجویز کرتا ہے۔

کیونکہ ہر عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح دائمی میں مصارف کثیر کا متحمل
نہ ہو سکے۔ تو وہ وقتی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مختصر مہر پر متعہ کر کے خود کو فعل حرام
(زنا) سے بچا سکتا تھا۔ مگر افسوس کہ حضرت عمر نے متعہ کو حرام قرار دیکر لوگوں کو سخت

مصیبت اور معصیت میں مبتلا کیا۔ جیسا کہ درمنثور جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۰ سطر ۴ میں امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔ قال علی لولا ان عمر نہیٰ عن المتعۃ ما زنا الا شقیٌ انتہیٰ بلفظہ۔ یعنے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اگر عمر متعہ کرنے سے ممانعت نہ کرتا۔ تو بغیر شقی کے کوئی شخص بھی زنا نہ کرتا۔

تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷ سطر ۱ میں امام فخر الدین رازی نے عیناً یہی حدیث محمد بن جریر طبری کی تفسیر سے یوں نقل کی ہے۔ عن علی بن ابیطالب انہ قال لولا ان عمر نہی الناس عن المتعۃ ما زنی الا شقی یعنے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر عمر لوگوں کو متعہ کرنے سے نہ روکتا تو پھر سوائے شقی کے کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

دوستو! بتاؤ اب اس علی العموم مسلمانوں کی زناکاری کا کون باعث ہوا۔ کاش امام سیوطی اور امام فخر الدین رازی آج زندہ ہوتے تو میں ضرور پوچھ لیتا کہ میاں جی زناکاری کا جو شخص باعث ہوا ہو وہ بھی زانی کی طرح مجرم ہے یا نہیں اور اسکے لئے شریعت اسلام کوئی سزا تجویز کرتی ہے یا نہیں۔

تبیان الحقائق شرح کنز الدقائق میں فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی لکھتے ہیں قال مالک ھو جائز لانہ کان مشروعاً فیبقیٰ الی ان یظہر ناسخہ واشتہر عن ابن عباس تحلیلہا وتبعہ علی ذالک اکثر اصحابہ من اھل الیمن ومکۃ وکان یستدل علی ذالک بقولہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن وعن عطا انہ سمعت جابراً یقول تمتعنا علیٰ عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر ونصفا من خلافۃ عمر ثم نہی الناس عنہ وھو یحکی عن سعید الخدری وذھب الشیعۃ الیہ۔ یعنے امام مالک فرماتے ہیں کہ متعہ جائز ہے یعنے اسکی مشروعیت ثابت ہے۔ اور جبتک کوئی ناسخ حکم ثابت نہو متعہ مشروع ہے ابن عباس سے بھی متعہ کی حلت و اباحت ثابت ہے۔ مکہ اور یمن کے باشندے ابن عباس کے مقلدین اور تابعین ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس آیت فما استمتعتم کو جواز

متعہ کے استدلال میں پیش کرتے تھے۔ عطا کہتا ہے کہ میں نے جابر کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم نے حضور ختمی رسالت روحی فداہ کے عہد سعادت مہد اور خلیفہ ابوبکر کے عہد اور خلیفہ عمر کے نصف زمانہ خلافت تک متعہ کیا ہے۔ پھر خلیفہ عمر نے متعہ کی ممانعت کر دی۔ ابو سعید خدری بھی متعہ کے قائل ہیں۔ اور شیعہ جائز کہتے ہیں۔ اب تمہیں اختیار ہے کہ ایک عمر صاحب صحابی کے مقابلہ میں اپنے امام مالک اور صحابی رسول حضرت ابن عباسؓ اور اہل مکہ و یمن۔ اور عطا و جابر اور ابو سعید خدری جیسے بزرگوں کی جماعت کثیرہ کو کاذب و مطعون قرار دو۔ خواہ ان سب کے مقابلہ میں ایک عمر صاحب کے غلطی اور خطا کے قائل ہو جاؤ۔

تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۹ سطر ۱۱ میں امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے۔ اکثر الروایات انہ علیہ السلام اباح المتعۃ فی حجۃ الوداع وفی یوم الفتح وھذان الیومان متاخران عن یوم خیبر وذالک یدل علی فساد ماروی انہ علیہ السلام نسخ المتعۃ یوم خیبر لان الناسخ یمتنع تقدمہ علی المنسوخ۔

یعنے اکثر حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے حجۃ الوداع اور یوم الفتح کے روز متعہ کو مباح کیا ہے۔ اور یہ دونوں روز یوم خیبر سے بعد تھے۔ پس یہ دلیل ہے اس روایت کے غلط ہونے پر جس میں یوم خیبر کو متعہ کا منسوخ ہونا وارد ہوا ہے۔ کیونکہ منسوخ سے پہلے ہی ناسخ کا آجانا محال ہے۔

ایضاً۔ جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۹ سطر ۱۵ میں منقول ہے۔ روی ان عمر رضی اللہ عنہ قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عھد رسول اللہ صلعم وانا انھی عنھما متعۃ الحج ومتعۃ النکاح وھذا منہ تنصیص علی ان متعۃ النکاح کانت موجودۃ فی عھد الرسول صلعم وقولہ انا انھی عنھا یدل علی ان الرسول صلعم مانسخہ وانما عمر ھو الذی نسخہ واذا ثبت ھذا فنقول ھذا الکلام یدل علی ان حل

المتعۃ کان ثابتاً فی عہد الرسول صلعم وانہ علیہ السلام ما نسخہ وانہ لیس لہ ناسخ الا نسخ عمر واذا ثبت ھذا وجب ان لا یصیر منسوخاً لان ما کان ثابتاً فی زمن الرسول صلعم وما نسخہ الرسول یمتنع ان یصیر منسوخاً بنسخ عمر وھذا ھو الحجۃ احتج بہا عمران بن الحصین حیث قال ان اللہ انزل فی المتعۃ اٰیۃ وما نسخہا باٰیۃ اخری وامرنا رسول اللہ صلعم بالمتعۃ وما نہانا عنہا ثم قال رجل برأیہ ما شاء۔

خلاصہ یہ ہے کہ مروی ہے حضرت عمر نے ایک روز منبر پر کہا متعہ حج اور متعہ نکاح دونوں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے عہد میں جائز۔ حلال اور مشروع تھے میں ان دونوں متعوں کو حرام کرتا ہوں۔ اور متعہ کرنے سے ممانعت کرتا ہوں (تم ہو نے کون ہو منع کرنے والے) ایسا کہنا عمر کی طرف سے اس امر کی نص ہے۔ کہ متعہ نکاح عہد رسولؐ میں جائز اور جاری تھا۔ عمر کا یہ کہنا کہ میں متعہ کرنے سے منع کرتا ہوں یہ دلیل ہے اس امر کی کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے متعہ کو منسوخ نہیں کیا تھا جب یہ ثابت ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات دلیل ہے کہ حلت متعہ عہد پیغمبر صلعم میں ثابت تھی۔ اور پیغمبر صلعم نے متعہ کو منسوخ نہیں کیا تھا۔ اور نہ کوئی ناسخ اسکے لئے آیا ہے سوائے نسخ عمر کے۔ اس بنا پر واجب ہے کہ متعہ کو منسوخ نہ قرار دیا جائے۔ کیونکہ جو حکم شرعی کہ پیغمبر اسلام کے زمانہ میں ثابت اور مروج تھا۔ اور اسکو پیغمبر اسلام نے خود نہیں منسوخ کیا تو وہ نسخ عمر سے منسوخ نہیں قرار پا سکتا۔ یہی وہ حجت قاطعہ ہے جس سے عمران بن حصین نے حلت وجواز متعہ پر احتجاج کیا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ خدا نے متعہ میں آیت نازل کی اور اسکو منسوخ نہیں کیا کسی دوسری آیت سے اور پیغمبر اسلام نے ہمکو متعہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ اور پھر اس سے کبھی ہمکو ممانعت نہیں کی۔ انکی وفات کے بعد ایک شخص (عمر) نے محض اپنی رائے سے جو چاہا کہہ ڈالا یعنے عمر نے متعہ کرنے سے لوگوں کو روک دیا۔

عزیزو اس استدلال فخر رازی نے مسئلہ متعہ کو ایسا صاف کر دیا ہے کہ

اس کے بعد حلت وجواز متعہ کے لئے کسی مزید دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد بھی کوئی شخص اگر متعہ کو حلال نہ سمجھے تو پھر اُس سے خدا سمجھے۔

دائرہ کی طرح خواہ مخواہ کسی بات پر بلا حجت و برہان ضد کیئے جانا دانشمندی کے خلاف ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام ضد اور ہٹ کا نام نہیں ہے بلکہ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھو پیغمبر اسلام جو تمہیں بتلائے اسکو پکڑ لو اور پیغمبر اسلام تمہیں جس چیز سے روکے اس سے بچو۔ اسی کا نام اسلام ہے اور یہی قرآنی تعلیم ہے۔ پھر جب دلیل سے یہ ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام نے تمہیں متعہ کی اجازت دیدی ہے اور کبھی اس نے ممانعت نہیں کی ہے تو مذکورہ آیت کے حکم کے مطابق تمہیں صرف پیغمبر اسلام ہی کا حکم ماننا چاہیئے۔ نہ کسی غیر کا۔ خاصکر جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ غیر ذمہ دار شخص صرف اپنی رائے سے خدا ورسول کے حکم کے مخالف بقول خود مشروع اور حلال شریعت کو حرام کرتے ہوئے کہہ رہا ہو متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا انھی عنھما کہ میں ان سے نہی اور ممانعت کرتا ہوں باوجود اس کے کہ وہ دونوں متعے پیغمبرؐ کے عہد میں جائز حلال اور مشروع تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مشروعیت متعہ کو مانتے ہوئے حضرت عمر کو یہ حق کیونکر حاصل ہوا۔ کہ وہ شارع علیہ السلام کے امر مشروع کو محض اپنی رائے سے حرام کر دے۔

تفسیر درِ منثور جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۲ میں امام سیوطی نے بھی ابن ابی شیبہ اور سعید بن المسیب سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نھی عمر عن متعتین متعۃ النساء ومتعۃ الحج انتھی بلفظہٖ کہ حضرت عمر نے متعہ نساء اور متعہ حج سے ممانعت کی ہے۔

دوستو! اب تو دائرہ سمجھ گئی ہوگی کہ خاکسار پر تہمت لگا کر یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے مذہب کے متعلق ایسی درپردہ باتیں طشت ازبام ہو گئیں۔ خدا کرے کہ دائرہ اسی طرح اور جھوٹے الزام مجھ پر لگا کر مجھے احقاق حق و ابطال باطل کا موقع دیتی رہے

اور میں سچے اسلام کی حمایت کرتا رہوں۔

افادۃ الشیوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۳۷ سطر ۱ میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں "ومرویست از ابن عباس جواز متعہ و بقائے او ہم مرویست"۔

تاریخ الخلفاء مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۳۶ سطر ۳ باب اولیات عمر میں مرقوم ہے کہ عمر پہلا وہ شخص ہے جو امیر المومنین کے نام سے موسوم ہوا اور جس نے سب سے پہلے تاریخ ہجری لکھی۔ جس نے سب سے پہلے بیت المال سے ٹل لیا جس نے سب سے پہلے ماہ رمضان میں تراویح ایجاد کیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ واول من حرّم المتعۃ اور جس نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

مسند امام احمد حنبل جلد اول مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۹۳ سطر ۳ میں مرقوم ہے۔

سعید بن المسیب سے قال اجتمع علی و عثمان بعسفان فکان عثمان ینھی عن المتعۃ و العمرۃ فقال علی ما ترید الی امر فعلہ رسول اللہ صلعم تنھی عنہا۔

یعنے علی علیہ السلام اور عثمان دونوں عسفان میں جمع ہوئے۔ اسوقت عثمان متعہ یا عمرہ سے لوگوں کو ممانعت کرتے تھے۔ اور امیر المومنین علیؑ نے عثمان سے کہا تم کیوں منع کرتے ہو ایسے کام سے جسے پیغمبر صلعم نے جائز کیا ہے۔

اس روایت امام احمد حنبل سے یہ امر بھی ثابت ہوا قطعاً کہ جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین پر عامل نہ ہونے کا پورا ثبوت دیدیا جیسا کہ زبانی وہ کہہ چکے تھے کہ میں حکم خدا اور سنت رسولؐ پر عمل کروں گا۔ مگر سیرت شیخین پر میں عمل کرنا نہیں چاہتا۔ علیؑ نے جو کہا تھا وہی کیا۔ عثمان نے تو سیرت عمر پر عمل کرتے ہوئے متعہ سے ممانعت کردی۔ مگر علیؑ نے سیرت عمر کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے عثمان کو آخر کار ٹوک دیا۔ کہ کیا متعہ جو فعل اور سنت رسولؐ ہے لوگوں کو تم بلا وجہ اس سے منع کرتے ہو۔

مترجم **ہدایہ فقہ** امام ابوحنیفہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۴ سطر ۴ میں

امام مالک کا قول متعہ کے متعلق یوں نقل کیا گیا ہے۔ قال مالک ھو جائز لانہ کان مباحاً فیبقی الی ان یظہر ناسخہ۔ انتھی بلفظہ۔

(ترجمہ) منقول از ہدایہ مطابق حوالہ مذکورہ گفتہ است مالک کہ نکاح متعہ جائز است۔ زیرا کہ آن مباح بود پس تا ظاہر شدن ناسخ آن بر اباحت خود باقی ماند۔" انتہی بلفظہ

شرح مسلم جلد اول میں علامہ نووی یوں فرماتے ہیں قال القاضی ابوبکر الباقلانی واجمعوا علی ان من نکح نکاحاً مطلقاً ونیتہ ان لا یمکث معھا الا مدۃ نواھا فنکاحہ صحیح حلال یعنے اگر نکاح کے وقت میعاد کا اظہار نہ کیا جائے اور میعاد کی دل میں نیت کر لے تو ایسا نکاح درست ہے۔

ناظرین ملاحظہ فرمائیں یہ فریب دغا بازی ہے یا نہیں۔ عورت سے کہا جاتا ہے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔ اور دل میں یہ ہے کہ پرسوں طلاق دیدوں گا۔ کتنی بڑی بے ایمانی ہے۔ آیا میعاد کو ظاہر کر دینا مناسب اور صفائی کی بات ہے یا یہ طریق انکی اس فتوے بازی کے مطابق مناسب ہے۔ فریب اور دغا بازی تو کسی مذہب میں جائز نہیں۔ نہ صرف قاضی صاحب ممدوح ہی اس فریب کو جائز کہتے ہیں بلکہ اپنے مذہبی علماء کا اس پر اتفاق ظاہر فرماتے ہیں جس سے ظاہر ہوا کہ قاضی صاحب بھی متعہ کو دل میں جائز تو جانتے ہیں۔ مگر بپاس خاطر خلیفہ صاحب زبان سے اقرار نہیں کرتے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کو طعن سے بچا لیا جائے۔ ورنہ دل سے تو حلت متعہ کے سب ہی قائل ہیں۔

شرح معانی الآثار مطبوعہ مصطفائی جلد دوم کتاب النکاح صفحہ ۱۴ سطر ۶ میں امام طحاوی حنفی یوں رقمطراز ہے کہ ابن مسعود نے کہا کنا نغزو مع رسول اللہ صلعم ولیس لنا نساء فقلنا یا رسول اللہ الا نستخصی فنہانا من ذالک ورخص لنا ان ننکح بالثوب الی اجل ثم قرء ھذہ الآیۃ لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

خلاصہ یہ ہے کہ ابن مسعود کہتا ہے کہ ہم جہاد میں پیغمبر صلعم کے ہمراہ تھے! ور ہمارے ہمراہ عورتیں نہیں تھیں۔ پس ہم نے کہا یا رسول اللہ صلعم آیا ہم خود کو خصی نہ کر لیں پس پیغمبر صلعم نے خصی کرنے سے ہمیں ممانعت کی اور متعہ کرنے کی رخصت دی ایک وقت مقرر تک۔ اس کے بعد اس آیت کو تلاوت کیا۔ کہ حرام نہ کرو ان طیبات کو جن کو تمہارے لئے خدا نے حلال کیا ہے۔ آخر تک

ایضاً جلد دوم کے صفحہ ۵۱ سطر ۱۵ میں مرقوم ہے کہ ابن عباس نے کہا ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بھا ھذہ الامۃ ولولا نھی عمر بن الخطاب عنھا ما زنا الا شقی۔ یعنے متعہ نہیں ہے مگر خدا کی رحمت جو خدائے تعالےٰ نے اس امت مرحومہ پر رحمت نازل کی ہے۔ اور اگر عمر بن الخطاب ممانعت نہ کرتے متعہ سے تو سوائے شقی کے کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

غرض صحابہ تابعین و تبع تابعین میں بہت سے لوگ تھے جو متعہ کے جواز کے قائل ہیں جناب امیرؑ اور ابن عباسؓ تو خلیفہ صاحب کی خود رائی پر خصوصاً متعہ کے باب میں ہمیشہ افسوس ہی کرتے رہے کہ خلیفہ صاحب نے رحمت کو زحمت بنا دیا خیر وہ تو جو کچھ کرنا تھا کر گئے۔ بہت سے مسلمانوں کو رحمت الٰہی سے محروم کر دیا مگر مرید ہیں کہ حمایت پر تلے ہوئے ہیں۔ حق پوشی و ناحق کوشی پر کمر بستہ ہیں ہزاروں حدیثیں بنائیں ہر ایک طرح کوشش کی۔ کہ خلیفہ صاحب کو طعن سے بچائیں مگر افسوس کہ انکی سعی مشکور ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ محققین ان تنے ہوئے جال کو تار عنکبوت سے بھی کمزور جانتے ہیں۔ جب طرفداران خلیفہ نے یہ دیکھا کہ ابن عباس سے بھی اباحت متعہ مروی ہے! ور لولا نھی عمر عنھا ما زنی الا شقی کا فتوےٰ بھی اُس نے خلیفہ کے حق میں دیدیا ہے۔ تو بات بنانے کی غرض سے یہ کہہ دیا کہ انکو تحریم کی خبر نہ تھی۔ اگر خبر ہوتی تو وہ اباحت پر قائم نہ رہتے۔ ان کو نہی عمر کی خبر ہی نہ تھی۔

غلط بالکل غلط۔ غور فرمائیں کسقدر دھوکا دیا جاتا ہے۔ مذکورہ عبارت میں

ابن عباس نے کیونکر یہ کہدیا۔ کہ عمر اگر نہی نہ کرتا تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا یہ صاف ہے کہ ابن عباس کو عمر کے نہی کرنے کا پورا علم حاصل تھا۔ بتایئے اسطرح افترا کرنے سے عمر صاحب کہیں بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔ **فتح الباری** میں ابن حجر کہتا ہے قال ابن بطال روی اهل مكة ويمن عن ابن عباس اباحة المتعة وروی عنہ الرجوع باسانید ضعيفة واجازة المتعة عنہ اصح۔ ابن بطال کہتا ہے کہ یمن اور مکہ والوں نے ابن عباس سے اباحت متعہ کی روایت کی ہے۔ اور اس سے رجوع کرنے کی روایات ضعیف ہیں۔ اور اجازت والی روایت صحیح تر ہے۔ **تحفۃ المحتاج شرح منہاج** میں ہے وحکایۃ الرجوع عنہ لم تصح یعنے ابن عباس کے رجوع کرنے کی روایت صحیح نہیں ہے۔

تاریخ ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۳۵۹ سطر ۱۳ میں علامہ شمس الدین بن خلکان قول عمر خطاب اس طرح نقل کرتا ہے۔ کہ متعتان کانتا علی عهد رسول الله صلعم و علی عهد ابی بکر رضی الله عنه و انا انهی عنهما یعنے متعہ حج اور متعہ نکاح دونوں پیغمبر اسلام اور ابو بکر کے زمانے میں جائز۔ حلال اور جاری تھے میں ان سے ممانعت کرتا ہوں۔ (پوچھو تم ہوتے کون ہو منع کرنیوالے)

اِس سے ثابت ہوا کہ متعہ نہ صرف رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی میں حلال و جاری رہا ہے۔ بلکہ حضرت ابو بکر کے بھی زمانہ میں جاری تھا۔ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ دائرۃ الاصلاح تمام دنیا کے اصلاح کرلینے کی تو دعوی کرتی ہے مگر وہ بھی خود اصلاح کی ابھی محتاج ہے۔ جس کے کارکن اور ممبر اپنے گھر سے بھی بے خبر ہوں وہ دوسروں کی کب اصلاح کر سکتی ہے۔ بلکہ ہٹ اور ضد کی وجہ سے دوسرے مذاہب پر بہتان اور خواہ مخواہ الزام لگا کر اپنے ہی مذہب کیلئے ننگ اور عار کا باعث ثابت ہو رہی ہے۔ تیرہ سو برس (۱۳۰۰) سے جو باتیں ان کے مذہب اور انکے خود ساختہ پیشواؤں کی۔ ان کے عوام الناس سے پوشیدہ تھیں۔ آج انکو طشت از بام کرا کر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوئی ہے۔ جنہوں نے اس تیرہ سو

برس کے عرصہ میں باطل کا جوا اُتار پھینکنے کے بعد آج مذہب حق کا زرین خلعت پہن لیا ہے۔ اور وہ آج کسی لومت لائم کی پرواہ نہ کرکے پکے تبرائی و تولائیوں کی جماعت مرحومہ میں داخل ہیں۔ فالحمد لله علی ذالک حمداً کثیرا۔

صحیح ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۷ سطر ۲ میں امام ترمذی لکھتا ہے عن ابن شہاب ان سالما بن عبد الله حدثه انه سمع رجلاً من اهل الشام وهو يسال عبد الله بن عمر عن التمتع بالعمرة فقال عبد الله بن عمر هی حلال فقال الشامی ان اباک قد نهی عنها فقال عبد الله بن عمر ارایت ان کان ابی نهی عنها وصنعها رسول الله صلعم امر ابی یتبع ام امر رسول الله فقال الرجل بل امر رسول الله صلعم هذا حدیث حسن صحیح انتهی بلفظہ

یعنے ابن شہاب سے مروی ہے کہ اسکو سالم بن عبد اللہ نے بتایا کہ اس نے سُنا ایک مرد شامی کو یہ کہتے ہوئے عبد اللہ بن عمر سے کہ تم متعہ عمرہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ ابن عمر نے مرد شامی کے جواب میں کہا کہ متعہ عمرہ حلال ہے شامی نے کہا کہ تمہارے والد عمر نے تو متعہ سے ممانعت کی ہے۔ ابن عمر نے کہا خیر والد نے اگر ممانعت متعہ عمرہ سے کی ہے اور پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام اس کو کرتے رہے ہیں تو تم خود ہی بتاؤ کہ میرے والد کی پیروی اس میں کرنی چاہئے یا حکم پیغمبرؐ کی۔ مرد شامی نے کہا رسول خدا کے حکم کی پیروی ضروری ہے۔ ترمذی کہتا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عزیزو ہوش لیا آپنے۔ عبد اللہ کی یہ دیانت تھی کہ اس نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حکم کے مقابلہ میں اپنے والد کی رائے کی کچھ پروا نہیں کی۔ اس لئے کہ شریعت اسلام پیغمبر صلعم سے متعلق تھی اور اس میں حلال و حرام کا تعلق مخصوص پیغمبر ہی کے لئے تھا نہ کسی اور کے لئے۔ جب عمر کے سگے بیٹے نے متعہ کو باپ کے حرام کہنے پر قابل عمل نہیں سمجھا اور مرد شامی نے بھی عبد اللہ کی تائید کی ہے۔ تو

دائرۃ الاصلاح عبداللہ بن عمر سے زیادہ قریبی رشتہ دار عمر کی نہیں ہے جو عبداللہ سے بھی زیادہ حضرت عمر کی طرفداری کے لئے مجبور ہو۔ اور اس طرفداری میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے مخالفت کی بھی پروانہ کرے۔ افسوس عمر صاحب کی طرفداری میں دائرہ کو رسول اسلام اور خدا کے احکام کے مٹا دینے میں تو جرات نہ کرنی چاہئے تھی۔ جبکہ اہل سنت کے ہی بعض صحابہ کبار اور ائمہ اخبار و علماء نامدار متعہ کو بحکم قرآن و سنت رسول جائز جانتے اور اس پر علمدرآمد کراتے چلے آئے ہوں دیکھو ذہبی میزان الاعتدال میں رقمطراز ہیں عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ابو خالد المکی احد الاعلام الثقات قد تزوج نحوا من ستعین امراۃ نکاح المتعۃ کان یری الرخصۃ فی ذلک وکان فقیہ اھل مکۃ یعنی ابن جریج ثقہ عالم مکہ میں اہل سنت کے فقیہ تھے۔ متعہ کرنے کی اجازت دیتے تھے اور خود بھی انہوں نے نوے (۹۰) عورتوں سے متعہ کیا ہے۔

صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم صفحہ ۲۸ سطر ۵ میں منقول ہے عن عمران بن حصین قال انزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلنا ھا مع رسول اللہ صلعم ولم ینزل قرآن یحرم ولم ینہ عنہا حتی مات قال رجل برائہ ما شاء انتہی بلفظہ۔ اسی جگہ حاشیہ پر مرقوم ہے قال محمد یقال انہ عمر خلاصہ یہ کہ عمران بن حصین نے کہا ہے کہ متعہ کی آیت فما استمتعتم قرآن مجید میں جب نازل ہوئی تو ہم نے معیت پیغمبر میں متعہ کیا۔ اسکے بعد قرآن کیں کوئی آیت متعہ حرام کرنے والی نازل نہیں ہوئی۔ اور نہ مرتے دم تک پیغمبر صلعم نے متعہ کرنے سے ہم کو ممانعت کی۔ بعد وفات پیغمبر کے ایک شخص (عمر) نے صرف اپنی رائے سے اسکو حرام کر دیا۔

ایضاً۔ جلد ششم کتاب النکاح صفحہ ۴۳ سطر ۲۵ مطبوعہ بمبئی میں حلت وجواز متعہ کے متعلق عبداللہ کی مذکورہ روایت مرقوم ہے۔

امام بخاری کے اس اعتراف حلت متعہ کے بعد بھی کیا دائرہ ضد پر ہی قائم رہیگی

اور مجھ پر متعہ کا الزام اور بہتان لگا کر خود کو پاکدامن ثابت کرنیکی کوشش کریگی اس کے بعد انصاف تو اس امر کا متقاضی ہے کہ وائرہ اپنے امام بخاری سے اب نپٹ لے۔ کہیں تو وائرہ سے متعہ میں بھی اب اپنے دعوے کے مطابق بالکل بری الذمہ ہوں۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔

صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور۔ جلد اول صفحہ ۴۵۱ سطر ۲ میں مرقوم ہے قال عطاءٌ قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم عن اشیاءً ثم ذکر المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر بلفظہ۔ یعنے خلاصہ یہ ہے کہ عطا نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ عمرہ کی نیت سے وارد ہوئے تو ہم انکی فرودگاہ میں ملنے کے لئے گئے۔ اس وقت قوم نے ان سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیا۔ پھر متعہ کا بھی سوال کیا۔ جس کے جواب میں اُس نے کہا کہ زمانہ رسول میں ہم حج متعہ کرتے رہے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانہ میں بھی ہم نے متعہ کیا ہے۔ بعینہ یہ روایت کتاب **نووی** جلد (۱) صفحہ ۴۵۱ میں بھی مرقوم ہے۔

ایضاً مسلم کے اسی صفحہ میں سطر ۴ ملاحظہ ہو کہ ابو زبیر کہتا ہے سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر حتی نھا عنہ عمر فی شان عمرو بن حریث بلفظہ۔ یعنے جابر کہتا ہے کہ پیغمبرؐ اور ابوبکر کے زمانہ میں ہم خرما اور آٹے کی مٹھی پر چند روز کے لئے متعہ کر لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کی وجہ سے متعہ کرنے سے ممانعت کر دی۔

ایضاً۔ اسی صفحہ کی سطر ۵ میں مرقوم ہے ابی نضرہ سے قال کنت عند جابر بن عبد اللہ فاتاہ آتٍ فقال ابن عباس وابن الزبیر اختلفا فی المتعتین فقال جابر فعلناھما مع رسول اللہ صلعم لثم نھانا عنھما عمر انتھیٰ بلفظہ۔ یعنے ابی نضرہ کہتا ہے کہ میں جابر کے پاس بیٹھا ہوا تھا

کہ ایک شخص آیا۔ اور کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے متعتین یعنے متعہ نکاح اور متعہ حج میں اختلاف کیا ہے۔ جابر نے کہا کہ پیغمبرؐ کی معیت میں ہم نے دونوں متعہ کو کیا ہے اس کے بعد عمر نے دونوں متعوں کو حرام کر دیا۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ یا تو کہو پیغمبر صلعم کے بعد نبوت ختم ہی نہیں ہوئی اور حضرت عمر ان کے بعد نبی ہوئے۔ اور بحیثیت نبوت وہ احکام کلی یا جزئی شریعت کو منسوخ کر سکتے تھے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بتاؤ کہ کس حیثیت سے حضرت عمر اس متعہ کو نص قرآن اور حکم و عمل پیغمبر صلعم کے خلاف منسوخ کرنے کا حق رکھتے تھے حلال و حرام جو کچھ بھی قیامت تک ہونا تھا وہ تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کی زبان سے کر دیا ہے اب ان کے بعد قیامت تک نہ تو کوئی حلال حرام ہو سکتا ہے نہ حرام حلال ہو سکتا ہے۔

کتاب محلی میں علامہ ابن حزم فرماتے ہیں ثبت علی تحلیل المتعۃ بعد النبی من الصحابۃ ابن مسعود و ابن عباس و جابر و سلمہ و معبد ابنا امیہ بن خلف و غیرھم۔ یعنے بعد پیغمبر صلعم کے صحابہ میں سے ابن مسعود اور ابن عباس۔ جابر۔ سلمہ۔ معبد پسران امیہ بن خلف و غیرہم سے متعہ کی حلت میرے لئے ثابت ہوئی ہے۔

قاضی القضاۃ بدر الدین محمود بن احمد عینی **عمدۃ القاری** میں فرماتے ہیں کہ نکاح متعہ میں قدیم سے اختلاف ہے۔ ابن عباس اسکو حلال کہتے ہیں۔ اور ان سے اباحت کے خلاف مروی نہیں ہے۔ ابن عباس کے اکثر اصحاب اباحت متعہ کے قائل ہیں۔ سعید بن جبیر۔ عطا بن رباح۔ طاس یہ سب متعہ کو حلال کہتے ہیں۔ ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ سے بھی حلت متعہ مروی ہے۔ جابر کہتا ہے کہ ہم نے عہد نبوی میں متعہ کیا۔ اور خلیفہ عمر کے نصف زمانہ خلافت تک ہم لوگ متعہ کرتے رہے۔ آخر الامر خلیفہ عمر نے متعہ سے ممانعت کی۔

غرض اختلاف کا باعث خلیفہ عمر کا حکم ہوا ورنہ اصحاب میں اختلاف نہ ہوتا۔

مرۃ الجنان میں ابو المظفر یوسف سبط ابن جوزی فرماتے ہیں قد اختلف الناس

فی جواز المتعہ فعامۃ العلماء علی انہا باطلۃ وروی جوازہا عن جماعۃ منہم علی وجابر بن عبد اللہ وابن عباس وابی سعید الخدری وعطا بن ابی رباح وابن ابی ملیکہ وابن جریج وطاوس۔ یعنے اختلاف ہے جوازِ متعہ میں۔ عام علماء تو اسکو باطل کہتے ہیں۔ مگر علی ابن عباس۔ جابر ابو سعید خدری۔ عطا بن ابی رباح۔ ابن ابی ملیکہ۔ ابن جریج اور طاوس جائز و مباح جانتے ہیں۔

محدثین اہل سنت بخاری مسلم۔ اور ترمذی تک تسلیم کرچکے ہیں کہ پیغمبر نے متعہ کو حلال کیا اور مرتے دم تک ممانعت نہیں کی۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر کے بھی عہد میں متعہ کیا جانا اہل سنت نے تسلیم کرلیا ہے یہاں تک کہ عمر کی شروع خلافت میں بھی متعہ کی حلت کو صحیح مسلم وغیرہ نے اعتراف کیا پھر باوجود ثبوت حلت متعہ کے سمجھ میں نہیں آتا کہ شارع اسلام کی شریعت حقہ میں اس حکم منصوص دمتنہ کے منسوخ کرنے کے لئے حضرت عمر کیونکر چودہری بن بیٹھے ہیں

شرح تجرید کے صفحہ ۳۸۵ میں علامہ قوشجی لکھتے ہیں حضرت عمر کے حال میں وانہ رضی اللہ عنہ صعد المنبر وقال یا ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلعم انا انہی عنھن واحرمھن واعاقب علیھن وھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل انتہی بلفظہ

یعنے حضرت عمر نے منبر پر کہا لوگو تین باتیں متعہ نکاح۔ متعہ حج اور اذان میں حی علی خیر العمل پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے زمانہ میں جائز۔ حلال اور جاری تھے۔ یعنے یہ تینوں حکم خدا عملدرآمد ہوتے رہے ہیں دجرات کو ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں۔ میں ان تینوں باتوں سے ممانعت کرتا ہوں۔ اور تینوں کو حرام کرتا ہوں۔ اور آئندہ ان باتوں کے کرنے پر عذاب وعقاب کروں گا۔

معاذ اللہ! شریعت کیا ہوئی مذاق ہوگیا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی متدین

مسلمان بانیٔ اسلام اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کو ایک غیر ذمہ دار شخص (عمر) کے حرام کر دینے سے توڑ ڈالے گا۔ اور حکم قرآن ومن یتعد حدود اللہ فاولئك هم الظالمون کی زد میں داخل ہونا پسند کرے گا۔

آیت اِلّا علیٰ اَزواجِہم ناسخ متعہ نہیں ہے

بعض نادان دوست جب مطالبہ ناسخ متعہ سے مجبور ہو جاتے ہیں تو خلیفہ صاحب کی طرفداری اور انکی عیب پوشی کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں آیت والذین هم لفروجهم حافظون الا علیٰ ازواجهم او ما ملکت ایمانهم قرآن مجید میں ناسخ متعہ آیت موجود ہے۔ اور کہتے ہیں کہ زنِ ممتوعہ زوجہ نہیں ہوتی۔

پس اس کا جواب یہ ہے کہ آیت الا علیٰ ازواجهم مکیہ ہے اور بعد نزول آیت تحلیل متعہ ثابت ہے۔ پھر بھلا یہ ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے۔ **زمخشری** اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں فان قلت هل فیه دلیل علی تحریم المتعة قلت لا لان المنکوحة بنکاح المتعة من جملة الازواج اذا صح النکاح یعنی یہ آیت تحریم متعہ پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ منکوحہ بنکاح متعہ ازواج میں داخل ہے **غرائب التنزیل** میں نظام نیشاپوری فرماتے ہیں۔ قیل لا دلیل فیه علی تحریم نکاح المتعة لانها من جملة الازواج کوئی دلیل نہیں ہے تحریم متعہ کی اس آیت میں کیونکہ ممتوعہ بھی ازواج میں سے ہے **تفسیر دُرِ منثور** میں امام سیوطی کہتے ہیں اخرج ابن ابی حاتم عن السدی فی قوله الا علی ازواجهم یعنی الا من امراة او ما ملکت ایمانهم اس روایت سے ظاہر ہے کہ سدی نے زوجہ سے مراد امراة یعنی زن مراد لی ہے۔ پس ممتوعہ بھی امراۃ میں داخل ہے **فخر رازی** بھی معترف ہیں کہ ان تبتغوا باموالکم سے دونوں نکاح مؤبد و منقطع مقصود ہیں یا منکوحہ بنکاح دائمی بھی اسی وقت زوجہ کہلائیگی جبتک وہ تحتِ زوج ہے بعد طلاق

زوجیت سے خارج ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ممنوعہ بھی تا انقضائے مدت متعہ زوجہ کہلانے کی مستحق ہے۔ پس نتیجہ کے طور یہاں چند امر قابل توجہ ہیں۔

اول یہ کہ حلت و اباحت متعہ بالاجماع ثابت ہے اور اس کا قرآن و حدیث سے منسوخ ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہے۔

دوم یہ کہ جواز و حلت متعہ قرآن و سنت و اجماع سے ثابت ہے اور اسکے نسخ ہونے میں اختلاف ہے اور جو امر مختلف فیہ ہو قابل یقین و اعتماد نہیں ہو سکتا ایسی صورت میں یقینی اور متفق علیہ امر کو ترک کرنا اور مختلف فیہ مشکوک امر کا عامل ہونا دانشمندی کے خلاف ہے۔

سوم اہلسنت کی حدیثیں خصم کے نزدیک مسلم نہیں ہیں اور بفرض تسلیم وہ خبر احاد ہیں۔ اور اخبار احاد کسی طرح متواترات کے معارض نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ متواتر یقینی ہے اور احاد ظنی بس امر ظنی کی بنا پر امر قطعی کو ترک کرنا خلاف معقول ہے

چہارم اہلسنت کی صحاح میں جناب امیر علیہ السلام کی حدیث تحریم متعہ اور لحم حمار اہلیہ خصم کے نزدیک غیر مسلم بلکہ جناب امیر علیہ السلام پر افترا اور بہتان عظیم ہے اگر یہ صحیح ہوتی تو فریقین میں منقول ہوتی۔ اور بفرض تسلیم خبر واحد ہے اسلئے نہ متواتر کے معارض ہے اور نہ جائز العمل ہو سکتی ہے۔

پنجم اگر متعہ شرعاً منسوخ ہوا ہوتا تو پھر عمر اس کا نسخ قرآن یا حدیث رسول صلعم کی طرف منسوب کرتا۔ مگر قرآن و حدیث سے حلال و مباح اور غیر منسوخ ہونے کے سبب عمر صاحب کو یہ کہنا پڑا کانتا فی عھد رسول اللّٰہ وانا احرمھما اس پر صحابہ نے بطور طعن یہ کہدیا قال رجل برأیہ یہ صریح دلیل ہے کہ متعہ صرف منسوخ عمری ہے نہ منسوخ شرعی۔

ششم روایت تحریم متعہ اور تحریم لحوم حمار اہلیہ اگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے فی الواقع منقول ہوتی تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ اپنے قول کے خلاف جناب امیر تو لوگوں کو متعہ کرنے کے لئے امر کرتا۔ اور عثمان اس سے ممانعت اور نہی کرتا جیسا کہ

صحیح مسلم کی کتاب الحج میں یہ روایت موجود ہے۔ کان عثمان ینھی عن المتعۃ وعلی یامر بھا۔ کہ عثمان تو منع کرتا تھا اور علی علیہ السلام متعہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔ غرض خلافت مآب عمر نے تحریم متعہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اگر حضور ختمی نبوت روحی فداہ کا کوئی حکم اسکی بابت ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتے کہ ما بدولت اقبال اسکو منع فرماتے ہیں۔ اس فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ خلافتمآب ہی نے اس حلال خدا (متعہ) کو حرام کیا ہے۔ مدعی سست و گواہ چست وہ اپنے اختیار سے حرام کرتے ہیں۔ دوست۔ رسول خدا صلعم کا فرمان بتاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کے دوستوں نے ان احسانوں کے معاوضہ میں جو خلیفہ صاحب نے اپنی خلافت کے زمانہ میں انکے ساتھ کئے تھے وضعی حدیثوں کی بناء پر حلت و حرمت متعہ میں حقیقت امر کو مشکوک کر دیا ہے۔ بہت سے مسلمان دھوکے میں آگئے۔ مگر وہی جو خلیفہ صاحب کی حمایت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ وضعی حدیثیں ہرگز قابل وثوق و اعتماد نہیں ہیں۔ البتہ وہ دل جو خلیفہ صاحب کی بیجا حمایت سے خالی ہے۔ ان جھوٹی حدیثوں کو پرکھ لیتا ہے۔ اور جن قلوب پر تعصب کا سیاہ پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ حبک الشئ یعمی ویصم کے مصداق ہیں۔

مسئلہ حرمت متعہ ایک ایسا پیچیدہ معاملہ ہے کہ خود علمائے اہل سنت اس میں حیران ہیں۔ ان کے ہاں جس قدر متعہ کی تحریم کے باب میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور ان کے راوی بھی قابل وثوق و اعتماد نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں عقلاء کے نزدیک صرف ظن سے یقینی امور کی تنسیخ ہو نہیں سکتی۔ اگر ظنیات سے قطعیات کی تنسیخ جائز قرار پا جائے تو شریعت اسلام کا نام بھی باقی نہ رہے گا۔ پس جبکہ قرآن مجید اور کتب حدیث و تفاسیر فریقین میں خدا و رسول خدا صلعم کیجانب سے تحلیل متعہ یقیناً بالاتفاق ثابت ہے۔ اور اسکی تحریم میں اختلاف ہے۔ تو یقینی و قطعی امر کو چھوڑ کر ظنی اور اختلافی امر پر عمل کرنا سراسر

دانشمندی کے خلاف ہے۔

قانونِ متعہ کا حُسن و قُبح عقلی و شرعی

دانشمند اس امر کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر متعہ فعل قبیح اور مرادف زناء ہے تو رسول خدا نے کیوں مسلمانوں کو بدکاری کی اجازت دی۔ اگر صحابہ اسکی قباحت سے واقف نہ ہوں۔ رسول خدا صلعم تو واقف تھے۔ ان سے ایسے مرادف زناء فعلِ بد کی اجازت کیونکر صادر ہوتی۔ اگرچہ تین ہی روز کے لئے ماحلت المتعۃ قط الافی عمرۃ القضا ثلاثۃ ایام کنز الاعمال ملا علی متقی۔

اور اگر متعہ فعل حسن نیک کام تھا۔ تو کیوں ہمیشہ کے لئے امت کو منع کر دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت حالت اضطراب میں ضرورۃً اجازت دیگئی تھی تو کیا بحالتِ اضطراب فعل قبیح مرادف زناء جائز ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر حرام ابدی اسکو کیوں کر دیا گیا۔ کیا وہ ضرورت اضطرابی قیامت تک اب مسلمانوں کو نہیں رہی۔ کیا مادہ شہوت ختم ہو گیا۔ کیا پھر ایسی اضطرابی حالت نہیں پیدا ہو سکتی تھی۔ کیا پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام (معاذ اللہ) سطحی عقل کے معمولی انسان تھے۔ کیا ان میں پیش بینی اور دور اندیشی کی قوت مطلقاً نہ تھی۔ کیا وہ اپنی امت کو تکلیف مالا یطاق دینے کے واسطے مبعوث ہوئے تھے کہ متعہ کو ہمیشہ کے واسطے حرام کر کے بابِ الفجور (زناء کا دروازہ) معاذ اللہ کھول گئے۔

مادہ شہوت ہر ایک انسان میں موجود ہے۔ گوشت خور اقوام میں دال۔ بھات ساگ پات کھانے والوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ انسان سفر میں بھی ہوتا ہے اور بارہا ایسی ہی اضطرابی حالت بھی ہو سکتی ہے۔ خصوصاً عنفوانِ شباب میں ایسی حالت کا گمان غالب ہے۔

پس جبکہ ضرورت باقی ہے تو رفع ضرورت کی جائز تجویز بھی باقی رہنی چاہئے

نظر بوجوہ بالا ہر دانشمند پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی طرف سے متعہ کی ممانعت کیا جانا معقول تصور نہیں کرے گا۔ کیونکہ عقل اس امر کو جس سے کسی وقت زمانہ حال یا استقبال میں کسی قسم کا ضرر متصور نہ ہو۔ جائز اور مباح قرار دیتی ہے جیسا کہ اس نے اسی بناء پر زمانہ ماضی میں اس امر کو جائز اور حلال قرار دیا۔ یہ صفت متعہ میں موجود ہے۔ اور اسکی مشروعیت بھی ثابت ہے۔

پس انہیں وجوہ پر صدر اسلام میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے خداوند علام کے حکم سے الی یوم القیام متعہ کو اپنی امت مرحومہ کے لئے جائز۔ مباح اور حلال کیا۔ اور تحلیل متعہ کے بعد رسول خدا صلعم نے ہرگز تحریم متعہ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ روایات موضوعہ تحریم صرف خلیفہ عمر صاحب کے ہوا خواہوں کی طبع زاد ہیں اسی واسطے ان میں اختلاف عظیم ہے۔ جب یہ ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے صحابہ کو متعہ کرنے کی اجازت دی۔ اور صدر اسلام میں سب مسلمان جواز متعہ کے قائل ہیں۔ جیسا کہ امام رازی فرماتا ہے۔ اتفقوا علی انھا کانت مباحۃ فی صدر الاسلام یعنے تمام کا اتفاق ہے کہ متعہ صدر اسلام میں جائز اور مباح تھا تو پھر چودھری صاحب کو کہاں سے یہ حق حاصل ہوا کہ خلاف عقل و نقل اور مخالف کلام خدا و حدیث رسول صلعم متعہ کو حرام قرار دے کر اسلام میں رخنہ ڈالدیں۔ جیسا کہ ابن عباس نے لکھ دیا انھا ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بھا ھذہ الامۃ ولولا نھی عمر بن الخطاب عنھا ما زنا الا شقی۔ شرح معانی الآثار جلد دوم صفحہ ۱۵ سطر ۱۵ یعنے متعہ نہیں ہے مگر خدا کی رحمت جو خدا تعالی نے اس امت مرحومہ پر رحمت کی ہے۔ اور اگر عمر ابن الخطاب ممانعت نہ کرتے متعہ سے تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا۔ انتہی

مؤلفین قول عمر کا جواب

میں ذکر کر آیا ہوں کہ علامہ قوشجی شرح تجرید اور اصفہانی اپنی تجرید میں

اور سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں ان عمر صعد المنبر و قال ایھا الناس ثلث کن علی عھد رسول اللہ احرمھن واعاقب علیھن متعۃ النساء و متعۃ الحج وحی علی خیر العمل یعنے تحقیق عمر نے منبر پر کہا لوگو تین چیزیں پیغمبر اسلام کے عہد و زمانہ میں تھیں۔ میں ان تینوں سے منع کرتا ہوں اور عذاب کرتا ہوں ان تینوں پر ایک متعہ عورتوں کا۔ دوسرا متعہ حج کا تیسرا حی علی خیر العمل اذان میں کہنا۔

ناظرین! آپ غور فرمائیں کہ کیسے صریح لفظوں میں خلافت مآب عمر یہاں اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے عہد میں یہ تینوں چیزیں جائز، مباح اور عمل درآمد ہو رہی تھیں۔ مگر بادولت واقبال نے ان تینوں کو اپنی طرف سے حرام کر دیا ہے! ورظاہر ہے کہ کسی غیر ذمہ دار شخص کے حرام کر دینے سے شریعت اسلامیہ کا کوئی مباح اور جائز امر حرام قرار نہیں پا سکتا۔

اب اہل حق کیجانب سے خلافت مآب کے اس ناجائز رویہ پر جب نوٹس لیا گیا کہ انکو شارع اسلام کے خلاف منشاء انکی شریعت غراء میں دخل در معقول دینے اور تغیر و تبدل کرنے کا کیا حق حاصل تھا۔ تو خلافت مآب کے طرفداروں میں ہلچل پیدا ہوئی! ور خلیفہ کو اس طعن صریح اور خطاء فضیحت سے بچانے کے لئے یہ تاویل ان کے قول کی گھڑلی گئی۔ کہ "احرمھن" کے معنے "انا محرمھن" کے ہیں یعنے لفظ احرمھن کا مطلب یہ تھا کہ میں بیان کرتا ہوں حرام ہونا ان تین چیزوں کا۔ یعنے میں حرام نہیں کرتا بلکہ ان کا حرام ہونا بیان کرتا ہوں۔ جس سے مؤلفین کا یہ مقصود تھا کہ لوگوں کو یہ مغالطہ ہو جائے کہ متعہ پیغمبر کے ہی زمانہ میں منسوخ ہو چکا تھا جسکو عمر نے اپنے عہد خلافت میں عام طور پر برسر منبر بیان کر دیا ہے۔ خود حرام نہیں کیا۔

سو اس کا جواب صاف ہے کہ مذہب اہلسنت کے موافق بھی عمر کے اس قول "احرمھن" ایسی تاویل نہیں ہو سکتی۔ وگرنہ روئے زمین پر کوئی کافر باقی نہیں

رہیگا رب کا کلام کفر التیام تاویل کرکے صحیح کر دیا جائیگا۔ اور خلیفہ عمر کا غیر معصوم ہونا عیاں ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ یہاں تک کہ اہلسنت بھی انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ ہمارا گروہ اپنے ائمہ اہل البیت علیہم السلام کے اقوال میں اسلئے تاویل کرلیتا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک مطہر و معصوم ہیں۔ اور تمہارا خلیفہ ابوبکر و عمر و عثمان جب خود تمہارے نزدیک معصوم نہیں تو ہم سے آپ ان کے حق میں کیا امید کرسکتے ہیں۔

بفرض تسلیم اس تاویل کو اگر مان بھی لیا جائے تو کوئی فائدہ اس پر مترتب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس روایت کا پہلا حصہ تمہاری سب امید ول پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اس لئے کہ خلیفہ عمر نے منبر پر بیٹھتے ہی اس روایت میں فرمایا ہے ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں امر پیغمبر کے زمانے میں تا وفات پیغمبر جائز مباح اور عملدرآمد ہوتے رہے۔ اب خلیفہ عمر یہ حرام ہونا ان کا کونسے زمانے کا بیان کر رہے ہیں۔ اگر اسلام اور بعثت رسول صلعم سے پہلے کی حرمت خلیفہ عمر بیان کر رہے ہیں تو فرمائیے اس حرمت کے بیان کرنیسے فائدہ کیا۔ اور اگر وفات پیغمبر سے بعد کی حرمت بیان کرتے ہیں تو وہ لا حاصل ہے کیونکہ بعد وفات پیغمبر تو کسی چودھری کو تغیر و تبدل شریعت کا حق ہی حاصل نہیں ہاں خلیفہ عمر اگر اس طرح کہتے کہ پیغمبر اسلام کے عہد میں دونوں متعہ جائز حلال تھے۔ وہ پیغمبر ہی کے زمانہ میں منسوخ ہو گئے تھے۔ پھر مباح نہیں ہوئے اور میں بیان کرتا ہوں حرام ہونا انکا۔ البتہ اس صورت میں آپکی اس تاویل سے ایک حد تک خلیفہ صاحب کے دامن سے یہ دھبہ دھل جاتا۔

صاحبان اگر یہی بات ہے کہ خلیفہ عمر نے حرام ہونے کی خبر دی تھی اور حرام نہ کیا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ متعہ حج جاری رہا۔ انہوں نے تو اسکو بھی حرام کر دیا تھا پس جو حال کہ اس متعہ حج کا ہے۔ وہی حال متعہ زنان کا بھی ہے پس لازماً یہ ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ عمر نے متعہ کو محض اپنی رائے اور قیاس سے مخالف حکم خدا

ورسولِ صلعم کے حرام کیا ہے جس کا مفصل ذکر شاہ ولی اللہ کے قول میں موجود ہے کہ عمر نے کہا تھا کہ میں قرآن اور رسول صلعم کا منکر نہیں ہوں مگر میری رائے متعہ کو حرام ہونے کی تقاضا کرتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ہزار تاویلیں کرو خلیفہ عمر کا دامن اس جرم کے ارتکاب سے کسی طرح بری نہیں ہوسکتا۔

دوسری تاویل خلیفہ کو اس طعن سے بچانے کے لئے یہ کیجاتی ہے کہ عمر نے اس مسئلہ تحریم متعہ میں اجتہاد کیا تھا۔ اور مجتہد کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے کسی قول کی تائید کے لئے کوئی دلیل بھی بیان کرے۔ فقط مجتہد کا اسی قدر کہدینا کافی ہے کہ میرے نزدیک یہ حرام ہے۔ اور لفظ حَرَّمَ۔ بَیَّنَ حُرْمَتَہٗ کے معنوں میں اکثر مستعمل ہے جس سے یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا۔ کہ میں نے اس چیز کو حرام کیا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں حرام چیز کی حرمت کو میں بیان کرتا ہوں واہ۔ کیا خوب! یہ تاویل تو سچ مچ "اجتہاد مقابل نص" کا مصداق صحیح ہے دوستو! غور تو کرو اس مسئلہ میں ایک طرف تو قرآن مجید اور حدیث رسول ہے دوسری طرف مقابلہ میں خلیفہ عمر کا اجتہاد بالرائے۔ فرمائیے ان کا یہ اجتہاد مقابل نص نہیں تو کیا ہے۔ جو یقیناً باطل اور فاسد ہے۔ اگر کوئی مجتہد اس طرح کہے کہ فلاں چیز جو پیغمبر کے زمانہ میں حلال تھی وہ میرے نزدیک حرام ہے۔ جیسا کہ خلیفہ صاحب نے کہا ہے تو ایسا فتوے باطل اور ناقابل عمل ہے۔ اور خلیفہ صاحب نے تو اس چیز کو حرام کیا ہے۔ جو رسولِ خدا صلعم کے زمانہ میں بحکم خدا حلال تھی۔ کیونکہ ان کا صریح اقرار واعتراف یہ موجود ہے کہ پیغمبر کے زمانہ میں دونوں متعہ جائز اور حلال تھے میں انکو حرام کرتا ہوں۔ ایسی صورت میں یہ فتوے انکا قرآن وحدیث کے مقابل ہیں یقیناً باطل اور فاسد ہے۔ اور یاروں کی یہ اجتہادی تاویل بھی خلیفہ عمر کو کسی طرح اس طعن عظیم سے بری الذمہ ثابت نہیں کرسکتی۔

تیسری تاویل اور سن لیجئے۔ جو عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق سے بھی کسی قدر زیادہ ہے بعض طرفداران خلافت مآب انکو اس طعن سے بچانے کی یوں کوشش کرتے

ہیں۔ کہ خلیفہ عمر نے جب منبر پر فرمایا کہ دونوں متعہ جو پیغمبرِ اسلام علیہ وآلہ السلام کے زمانہ میں حلال اور جاری تھے۔ میں انکو حرام کرتا ہوں۔ اگر یہ منسوخ نہ ہوئے ہوتے تو انکو لوگوں نے اس وقت کیوں نہ کہہ دیا۔ کہ حلالِ خدا و رسُول کو تم کس لئے حرام کرتے ہو۔ لوگوں کے خاموش رہنے اور منع نہ کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ یہ دونوں متعہ پہلے ہی سے حرام اور منسوخ ہو چکے تھے۔ اور عمر نے انکی حرمت کو تاکیداً بیان کیا تھا تاکہ کوئی نہ کرنے پائے۔

اس بودی تاویل کا جواب یہ ہے کہ سکوتِ صحابہ عمر کے صدق بیان کی دلیل نہیں قرار پا سکتا۔ ورنہ **صحیح مسلم** کی روایت کے موافق علیؑ اور عباسؓ کو حضرت عمر کے یہ کہنے پر کہ تم دونوں مجھ کو غادر۔ کاذب اور خائن جانتے ہو۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے ابوبکر کو کاذب۔ غادر اور خائن جانتے تھے۔ ساکت و خاموش رہنے پر شیخین کا کاذب وغادر و خائن ہونا تمہاری ہی حجت کے مطابق تم پر ثابت ہو جائیگا۔

اب سنئے کہ صحابہ کی خاموشی کا سبب یہ تھا۔ کہ وہ جانتے تھے خلیفہ عمر درشت اور سخت بدمزاج تند خو ہیں اس لئے خائف ہو کر اگر اُس وقت صحابہ خاموش رہے ہوں تو اس سے انکی صداقت کیسے ثابت ہوئی۔

احیاء العلوم غزالی۔ فرائضِ شریفی اور توضیح کو دیکھئے کہ علماء اہل سنت نے لکھدیا ہے کہ خلیفہ عمر کے مسئلہ عول ایجاد کرنے کے متعلق لوگوں نے ابن عباس سے کہا کہ عمر کے زمانہ میں تم نے کس واسطے عول سے عمر کو منع نہ کیا۔ اس نے کہا کہ عمر کے خوف سے کچھ نہ کہہ سکا۔ اور لکھا ہے کہ عمر فظ غلیظ یعنے درشت خو۔ بدمزاج اور کج خلق تھے اور لوگ انکی درشتی اور بدخلقی سے ڈرتے تھے۔

اس کے علاوہ یہ کس طرح ثابت ہوا۔ کہ صحابہ نے خلیفہ عمر کو اس وقت تحریم متعہ پر منع نہیں کیا تھا۔ ممکن ہے صحابہ نے اس جرأت کرنے سے انکو روکا ہو۔ مگر خلافت کے گھمنڈ پر تندخو خلیفہ نے کسی کے کہنے کی پرواہ نہ کی ہو۔ کیونکہ وہ کسی کا کہا مانتے ہی نہ تھے جس نے خدا و رسُول کے کہے (متعہ) کو نہ مانا۔ اور محض اپنی رائے سے بدل ڈالا ہے اُس سے

صحابہ کے کہے کو ماننے کی امید کرنا فضول ہے۔

ابوبکر رازی کے دلائلِ اعتراضی اور انکا جواب

هذه الآية مشتملة على ان المراد منه غير نكاح المتعة وبيانه من ثلثة وجوه الاول انه تعالى ذكر المحرمات بالنكاح اولاً فی قوله حرمت عليكم امهاتكم ثم قال فی اخر الاية واحل لكم ما وراء ذالكم فكان المراد بهذ التحليل ما هو المراد هناك بالتحريم لكن المراد هناك بالتحريم هو النكاح والمراد بالتحليل ايضاً يجب ان يكون هو النكاح الثانی انه قال محصنين والاحصان لا يكون الا فی نكاح صحيح والثالث قوله غير مسافحين وسمى الزناء سفاحاً لانه لا مقصود فيه الا سفح الماء ولا يطلب فيه الولد وسائر مصالح النكاح والمتعة لا يراد منها الا سفح الماء۔ خلاصہ مقصود اس عبارت کا یہ ہے۔ کہ یہ آیت تین وجہ سے نکاح متعہ پر دلالت نہیں کرتی۔ اول یہ کہ خدائے تعالیٰ نے پہلے ان عورتوں کا ذکر کیا ہے جنسے نکاح حرام ہے۔ اولاً فرمایا ہے حرمت علیکم امھاتکم کہ تمہاری مائیں تم پر حرام ہیں اور آخر میں فرمایا واحل لکم ما وراء ذالکم یعنے انکے سوا سب کو تمہارے لئے حلال کر دیا۔ اس جگہ تحریم سے مراد تحریم نکاح ہے۔ لہذا تحلیل سے بھی تحلیل نکاح مراد ہے دوم یہ کہ خدا نے لفظ محصنین فرمایا ہے۔ اور احصان سوائے نکاح کے صحیح ہو نہیں سکتا سوم یہ ہے کہ خدائے تعالے نے غیر مسافحین بھی فرمایا ہے۔ اور زناء کو سفاح کہتے ہیں کیونکہ زناء میں اخراج مادہ منویہ ہوا کرتا ہے۔ اولاد پیدا کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اور متعہ میں بھی مقصود یہی ہوا کرتا ہے۔ پس متعہ سفاح ہے نہ نکاح۔

اس کا جواب بجائے اسکے کہ ہم لکھیں۔ بہتر ہوگا کہ امام رازی نے اپنے بھائی ابوبکر رازی کی تردید میں جو لکھا ہے ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں درج کر دیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر رازی کا جواب ضعیف ہے اور اس کے یہ مذکورہ دلائل

وطی نہیں ہیں۔ اسلئے کہ حق تعالٰے نے پہلے ان عورتوں کا ذکر کیا ہے جن سے وطی کرنا حرام ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا ہے ان کے سوا یعنے محرمات کے سوا، باقی عورتوں سے وطی کرنا حلال ہے۔ اب کہو اس میں کیا فساد ہے۔ **دوسرے** یہ کہ احصان بغیر نکاح کے صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف دعوےٰ ہی دعوےٰ ہے۔ ابوبکر رازی نے اس پر کوئی دلیل نہیں بیان کی۔ **تیسرے** یہ ہے کہ متعہ کو سفاح کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اسمیں اخراج مادہ بطریق مشروع و ماذون من اللہ ہے اسکو سفاح نہیں کہہ سکتے۔ اگر کہو کہ متعہ حرام ہے تو ہم کہیں گے کہ اول بحث بھی یہی ہے پھر تم نے کیوں کہا ان الامر کذالک پس ظاہر ہوا کہ کلام ابوبکر رازی سخیف ہے۔

اس کے بعد فخر رازی نے کہا ہے کہ اس باب میں جو قابل اعتبار و اعتماد امر ہے وہ یہ ہے کہ ہم متعہ کی اباحت کا انکار نہیں کرتے۔ متعہ بیشک مباح تھا مگر پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اگر یہ آیت استمتعتم مشروعیت متعہ پر دلالت کرتی ہے تو ہمارے مقصد کی قادح نہیں ہے۔

غرض ابوبکر رازی کی زبان درازی اور دلائل اعتراضی کا جواب انکے بھائی فخر الدین رازی نے وہ دندان شکن دیا ہے کہ سبحان اللہ مزید توضیح کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ عیاں را چہ بیاں۔ البتہ میرے نزدیک فخر رازی کے جواب میں لفظ احصان کے متعلق کافی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے پس **مزید توضیح** یہ ہے کہ احصان کے معنے نکاح اور جورو کو خاص اپنے لئے کر لینے ہی کے نہیں ہیں۔ بلکہ تفسیروں میں احصان کے معنے عفت کے بھی کئے گئے ہیں یعنے اپنے تئیں بچانے حرام اور زنا سے۔ اور یہ معنے دونوں کو شامل ہیں۔ نکاح دائمی والے کو بھی۔ اور متعہ والے کو بھی۔ کیونکہ محافظت اجنبی ہے جیسا کہ نکاح دائمی میں واجب ہے۔ متعہ میں بھی واجب ہے۔ پس احصان کا لفظ مسئلہ میں قادح نہیں ہو سکتا۔

رہا غیر مسافحین کا جواب۔ سو فخر الدین رازی نے خوب تردید کی ہے۔ میں صرف اسی قدر کہوں گا کہ زنا اور متعہ میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ زنا حکم خدا کے خلاف ہوتا ہے اور

متعہ خدا کے اذن اور شرع کی تحلیل سے کیا جاتا ہے۔ پھر دونوں مساوی کیونکر ہوئے

غرض **فخر رازی** شیعوں کے دلائل کو اس آیت کی نسبت درست مانتے ہیں اور انکے نزدیک بھی اس آیت سے اباحتِ متعہ ثابت ہوتی ہے۔ اور شیعوں کے دلائل کی وہ تردید نہیں کر سکے۔ ہاں ان کے دلائل کا اگر کچھ جواب دیا ہے تو صرف یہ کہ اس آیت کریمہ استمتعتم کو بلا ثبوت ہی منسوخ مانا جائے۔ وگرنہ میاں جی رازی صاحب کو بھی سپر انداز ہونا ہی پڑا۔ گر مزے کی بات یہ ہے کہ منسوخ منسوخ رٹے جاتے ہیں۔ اور ناسخ کو آپ بھی پیش کر نہیں سکتے کہیں یہ کہہ کر ٹرخا دیا جاتا ہے کہ بعض نے حکم نسخ سُنا ہو اور بھول گئے ہوں۔ اور عمر کے کہنے پر یاد آ گیا ہو۔

واہ میاں جی۔ آپکی اس دور اندیشی۔ حق پوشی اور ناحق کوشی کا کیا کہنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خلیفہ صاحب کی طرفداری بھی ضرور چاہئے تھی ورنہ خلیفہ صاحب کا دامن اسلام میں رخنہ اندازی کے اس طعن عظیم سے کسی طرح بری نہیں ہو سکتا تھا میاں جی رازی آج زندہ ہوتے تو میں خم ٹھونک کے پوچھ لیتا کہ اے حضرت! عمران بن حصین کا قول خود ہی تو آپ نقل کر چکے ہیں۔ اور ابن عباس وغیرہ بھی عمران کے ہمزبان ہیں۔ صحابہ کا نسیان متواترات میں کب ہو سکتا ہے۔ اور ایسے امر کا بھول جانا صحابہ کے لئے کیسے ممکن ہے۔ لطف یہ کہ آپکے ان صحابہ کرام نے خلیفہ عمر کی ممانعت اور حکم تحریم لگانے کے بعد بھی کب اس حکم کو منسوخ سمجھا۔ **ابن حصین** بلند آواز سے کہتے ہیں۔ کہ متعہ حکم خدا سے جائز تھا ہمنے عہد نبوی صلعم میں متعہ کیا۔ کوئی حکم ناسخ صادر نہیں ہوا۔ نہ رسول خدا صلعم نے ممانعت کی جس کسی نے ممانعت کی اپنے رائے سے کی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمران نے خلیفہ کے حکم امتناعی کو...... شتر سے زیادہ وقیع نہ سمجھا۔ ورنہ وہ یہ نہ کہتا قال رجل برائہ فافہم و تدبر۔

رہا یہ اعتراض کہ بعض نافہم لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ممتوعہ کا دستور ہے "ہر ماہ بایارے و ہر سال در کنارے بباشد" سو اس کا جواب صاف ہے

کہ یہ بات نکاح دائمی میں بھی ہو سکتی ہے۔ دیکھ لو آج تک بھی ملکِ عرب میں یہ طریقہ جاری ہے کہ بعض عیش پسند طبیعتیں کسی عورت سے نکاح کر کے چند روز کے بعد اسکو طلاق دیتے ہیں۔ وہ دوسرے مرد سے نکاح کر لیتی ہے جب وہ بھی طلاق دیتا ہے۔ تو تیسرے مرد سے نکاح کر لیتی ہے۔ وقس علیٰ ھذا اس بنا پر تو وہ منکوحہ بھی "ہر ماہ یا یارے وہر سال در کنارے" کا مصداق ہو جائیگی۔ درحقیقت یہ ان کا طعن اسماء دختر ابوبکر پر ہے کہ وہ زبیر کی ممتوعہ تھی۔ اور ابن زبیر حالتِ متعہ میں اس کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ طبری سُنی نے روایت کی ہے۔ بہت تعجب ہے ان لوگوں سے کہ انکے خلیفہ اول ابوبکر کی بیٹی سے اور زبیر سے جو ان کے نزدیک عشرہ مبشرہ میں محسوب ہے ایسی بے ادبی کرتے ہیں۔

یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ آیت ان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم سے بھی متعہ باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم ڈرتے ہو اس بات سے کہ تم عدالت نہ کر سکو گے (بی بیوں میں) تو پس ایک بی بی کرو یا لونڈی۔ اور یہاں آیت میں زن ممتوعہ کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ اس سے سکوت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

اِس اعتراض کا یہ جواب ہے کہ ممتوعہ عورت کا اس مقام میں ذکر نہ کرنا اس کے مباح ہونے کو باطل نہیں کرتا۔ کیونکہ متعہ کا ذکر دوسری آیت میں موجود ہے۔ یہ کیا ضرور ہے کہ سب چیزوں کے احکام ایک ہی مقام میں مذکور ہوں۔ البتہ اگر دوسرے مقام پر اس کا ذکر نہ ہوتا تو جائے اعتراض ضرور تھا۔

مزید براں اس آیت میں اُن عورتوں کا ذکر ہے جن پر خانہ داری کا بیشتر انتظام موقوف ہے۔ اور وہ یا تو زوجہ دائمی ہوتی ہے یا لونڈی اور زن ممتوعہ ایسی نہیں ہوتی۔ کیونکہ عام طور پر اس سے رفع حاجت منظور ہوتی ہے۔ اور امور خانہ سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ یہ وجہ ہے کہ اس آیت میں ممتوعہ کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ

اس کا ذکر علیحدہ دوسری آیت میں کیا گیا ہے۔ فتدبر جدًا۔

نتیجۃ الکلام

اس ساری بحث سے نتیجہ یہ ہوا کہ ناظرین پر کم از کم احادیث تحریم متعہ کی کمزوری بے اعتباری بدلائل قاہرہ و براہین باہرہ واضح اور ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اب یہ معلوم ہو گیا کہ متعہ النساء قرآن و حدیث سے قطعاً ثابت ہے۔ اور یہ کہ حکم متعہ یقیناً منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ الی یوم القیامہ باقی اور جائز العمل ہے۔

ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صدر اسلام میں متعہ کے جائز ہونے پر تو تمام امت اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ مسلمان کیوں ایسے فعل پر جو کسی وقت بھی اسلام میں بقول انکے جائز۔ مباح اور حلال رہ چکا ہو۔ یا بقول انکے کم سے کم تین روز تک ہی جائز رہا ہو۔ اعتراض کرتے اور ہنستے ہیں۔ کیا ایسا فعل جسکی پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے اجازت دی۔ خدا نے اپنے پاک کلام میں اسکو حلال کیا۔ اس قابل ہے کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔ اسکو زنا اور حرام کاری سے تعبیر کیا جائے کسقدر شرم کی بات ہے کہ خود مسلمان ہی اپنے نبیؐ کے حکم کا مذاق اڑائیں اور غیروں کو کسی قانون اسلام پر ہنسی کا موقع دیں۔ حالانکہ خود ہی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ متعہ کی حلت و اباحت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے عہد سعادت مہد میں یہ رسم شائع و جاری تھی۔ خلیفہ ابو بکر کے زمانہ میں بھی مسلمان اس کو جائز سمجھتے اور اس پر عملدر آمد کرتے رہے۔ خلیفہ دوم کے آغاز خلافت بلکہ نصف مدت خلافت تک متعہ علی الجہر و الاعلان مباح اور جاری رہا۔ پھر کسی وجہ سے خلیفہ عمر نے اسکو حرام کر دیا۔ اور اب وہ فعل جو رسول خدا صلعم کے مبارک زمانہ سے اسوقت تک جائز و روا تھا۔ ناسزا بلکہ قابل سزا ہو گیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ رسم متعہ بند ہو گئی۔ اور یہ سنت رسول اہل السنت کے درمیان سے جاتی رہی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ کسی فعل کے مباح ہونے سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ خواہ مخواہ بلاضرورت بھی اسکو عمل میں لایا جائے۔ مگر جب کسی سنت رسول صلعم کے مٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ تو احیاء سنت کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اسکا عامل لاریب مستحق ثواب ہوتا ہے۔ جب کوئی مسنون فعل محض کسی حاکم کے تحکم سے بالکل مٹ چکا ہو تو جو شخص نیک نیتی سے سنت رسول صلعم کے زندہ کرنے کی کوشش کریگا۔ خدا تعالیٰ اس کو ضرور اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

ثواب متعہ میں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے حدیثیں بکثرت وارد ہوئی ہیں۔ اور کتب حدیث میں مندرج ہیں۔ بڑے بڑے متقی۔ پارسا۔ عابد۔ زاہد۔ علما۔ صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین جواز متعہ کی بغرض تحصیل ثواب اجازت دیتے ہیں۔ صرف ایک خلیفہ صاحب کے منع کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی مسلمان متعہ کو زنا کہے۔ تو وہ درحقیقت پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کا پیرو نہیں کہلا سکتا۔ فعل مجوزہ رسول و محللہ خدا کو مذموم کہنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔

ہر سچے مسلم کا یہ اولین فرض ہونا چاہیے کہ وہ کتاب خدا اور سنت مصطفٰے صلعم کی متابعت صدق دل سے کرے۔ سیرت شیخین سے کیا غرض ہے۔ آپکو یاد ہوگا۔ کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کو خلیفہ عمر کے موقع وفات پر تخت و تاج اور خلافت و افواج ظفر امواج اس شرط پر پیشکش کی گئی ہیں کہ آپ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اور سیرت شیخین پر عمل کرنے کا اقرار کریں۔ مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے یہ کہا کہ میں صرف کتاب و سنت پر عمل کر سکتا ہوں اور سیرت شیخین پر عمل کرنا مجھے منظور نہیں ہے۔ اس وقت ان سب چیزوں سے دست بردار ہو گئے تھے۔ کیونکہ انکی سیرت اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق تھی تو وہ ضمناً عملدرآمد میں داخل ہوگئی۔ اور اگر سیرت شیخین کتاب و سنت کے مخالف ہے تو اس پر عمل کرنا حرام۔ گناہ عظیم ہے۔ قرآن و سنت تو ہمیشہ کے واسطے ہے

خلفا اپنے وقت میں چاروں حکومت کر گئے۔ **تنظام ثقہ** نے بھی تو وہ پہر کی حکومت میں حجام کے دام چلائے۔ اور وہ دو گھنٹہ کے بعد ہی کھوٹے ہو گئے ایسا ہی خلفا کے ذاتی احکام کو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ہر خلیفہ کی سیرت۔ قرآن و سنت کی طرح قابل عملدرآمد شرع نے قرار نہیں دی۔ بلکہ شارع اسلام علیہ السلام نے صرف اپنے دو خلیفوں کی پیروی اور متابعت کا حکم قیامت تک کے لئے دے رکھا ہے۔ اور بس۔ دیکھو **تفسیر دُرِ منثور** جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ سطر ۲۰ میں امام جلال الدین سیوطی نے یہ حدیث نقل کی ہے واخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔ انتھیٰ بلفظہ یعنی زید بن ثابت نے کہا کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا (صحابہ سے مخاطب ہو کر) کہ تمہارے درمیان میں **دو خلیفے** اپنے چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک خلیفہ خدا کی کتاب (قرآن مجید) ہے۔ جو رسی کی طرح آسمان و زمین کے درمیان کھنچی ہوئی ہے **اور دوسرا خلیفہ** عترت میری جو اہلبیت **میرے** ہیں۔ یہ دونوں خلیفے یعنی قرآن اور اہلبیت میری ایک سے دوسرا جدا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔

پس صاحب انصاف کے لئے تو تحقیق حق کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے صرف یہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے اس حدیث میں لفظ فیکم سے صحابہ کرام کو خطاب فرمایا ہے۔ کہ تم میرے دونوں خلیفوں قرآن اور عترت کو متمسک کرنا۔ ان میں چوٹی کے صحابہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان غنی۔ طلحہ و زبیر وغیرہم ہی تو مانے جاتے ہیں۔ اس لئے اس خطاب فیکم میں اولین مخاطب بھی یہی حضرات سمجھے جائیں گے۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ راس رئیس صحابہ بھی اس

حدیث کے رُو سے صرف قرآن وعترت رسُول کی پیروی کے لئے محکوم اور مامو ہو چکے ہیں۔ نہ یہ کہ کتاب اور عترت رسُول کو انکی پیروی کے لئے مجبور کیا جائے فمالکم کیف تحکمون۔

پس متعہ کو جبکہ رسُول کے خلیفتین (قرآن اور عترت اہلِ بیت رسُول) نے جائز۔ مباح اور حلال کہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمان ایک محکوم شخص (عمر) کے قول انا احرمہما واعاقب علیہما کی تو متابعت کریں اور اس کے کہنے پر متعہ کو حرام کہہ دیں۔ مگر بنص حدیث مذکور پیغمبر اسلام کے خلیفتین (قرآن وعترت رسُول) کی پیروی اور متابعت سے منہ موڑ لیں۔ یہہ کہاں کی مسلمانی ہے۔

خلیفہ عمر صاحب کے ہواخواہوں۔ جانبداروں نے اس حدیث رسُول کی پروا نہ کر کے خلیفہ عمر کے اقوال وافعال کو سنت کے مطابق بنانا چاہا۔ گر ایسی حدیثیں نہ ہونے کے موجود ہوتے۔ انکی احداث فی الدین نے انکو اس طعن سے بری الذمہ نہ ہو دیا۔ کیونکہ خلیفہ عمر نے شریعت میں ضرورت اندازی کی ہے۔ ایک متعہ ہی میں نہیں بلکہ کئی امور میں بزعم خود اصلاح کی ہے۔ اس کو خواہ مصلحت وقت کہو یا ضرورت وقت کہو۔ انکو طریقہ رسُول خدا میں ترمیم وتنسیخ کا شوق دامنگیر ہو رہا تھا۔ جو بات ناپسند خاطر مبارک ہوئی اسکو خارج کر دیا۔ اور حسب پسند انکی جگہ کوئی اور رسم قائم کر دی۔ اور خواہ مخواہ اس اپنی ایجاد کا نام نعم البدعۃ رکھدیا۔

اللہ اکبر زمانہ کا بھی عجیب حال ہے۔ سچ سے نفرت۔ دروغ سے رغبت عترت رسُولِ خدا سے بغض وعداوت۔ خلفاء کی محبت میں کیا کچھ نہ کیا۔ لیکن اب تو وہ دَور ہی ختم ہو گیا۔ اس وقت انکی بےجا حمایت سے کچھ فائدہ نہیں۔

بفضلِ خدا اہمر صداقت جو۔ حق گو۔ حق دوست۔ حق پسند بھی موجود ہیں جو صاف صاف کہہ دیتے ہیں۔ چھپانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ حق پوشی اور ناحق کوشی سخت عیب اور گناہ ہے۔ خصوصاً معاملاتِ شریعت میں کسی کی پردہ

پوشی میں سنتِ پیغمبرؐ اسلام کو تباہ کرنا سراسر خلافِ تدین ہے۔ مسلمان اسی وقت تک صراطِ مستقیم پر ہیں۔ جبتک وہ قرآن کو کلام اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق و امین رسول اللہ جانتے ہیں۔ اور جاننے سے یہ مراد ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین مبین کے ہر جزء پر عامل ہوں۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ برادرانِ اسلام تعصب کو دور کر کے اس رسالہ کو ملاحظہ کریں گے۔ اور اپنی مستند محولہ کتابوں کو خاص کر بخاری۔ مسلم ترمذی اور مشکوٰۃ جیسی صحاح کی عبارتوں کو غور سے پڑھیں۔ اور حوالجات کے مطابق اصل کتابوں سے مقابلہ کر لینے کے بعد حق و باطل میں امتیاز کریں۔ خدا گواہ اور شاہد ہے کہ کسی پر حملہ کرنا ہرگز میرا مقصود نہیں ہے۔ یہ سب تاریخی واقعات ہیں جن کو یہود و نصاریٰ تک نے لکھ دیا ہے۔ ایسے تاریخی مشہور واقعات سے سوائے اراکین دائرۃ الخوارج کے کون سلیم العقل انکار کر سکتا ہے۔ میں نے تو صرف چند ہی کتابوں کا ذکر اس وجیزہ میں کیا ہے تاکہ طول نہ ہو جائے۔ ورنہ ان کے علاوہ اس وقت بھی بکثرت کتابیں اہلِ سنت کی میرے سامنے موجود ہیں۔ جن میں مسئلہ حلت و اباحت متعہ کا ذکر کم زیادہ موجود ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے محض اپنی شخصی رائے سے اپنے عہدِ حکومت میں اس حلالِ خدا (متعہ) کو حرام قرار دیا۔ اور یہ کہ ابن عباسؓ وغیرہ صحابۂ کبار خلیفہ عمرؓ کے اس حکم کو خلاف حکمِ خدا و خلاف حکمِ رسولؐ جانتے تھے۔ مزید تائید کے لیے حسب ذیل مستندہ کتابیں بھی اہلسنت کی ملاحظہ کی جائیں۔

قسطلانی جلد ہشتم صفحہ ۳۵۔ نووی جلد (۱) صفحہ ۲۲ و ۴۵ موطا صفحہ ۱۹۶۔ نہایہ ابن اثیر جزری حجۃ اللہ البالغہ باب العقائد سفے المختلفہ صفحہ ۱۴۸۔ حاشیہ آقا جمال بر شرح تجرید۔ شرح

نہج البلاغہ کنز العمال اور کتاب تبیان الحقائق شرح کنز الدقائق وغیرہ وغیرہ۔

المرقوم ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء محلہ شیعیان موچی دروازہ لاہور

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ

علی الحائری

الذبیح } جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کے متعلق بعض واقعات عجیبہ اور حالات غریبہ کا مدلل بیان اور تعزیہ داری میں رکاوٹ ڈالنے کا راز اور غیر مشروع امور کی اصلاح۔ قیمت ۲ر

النظر } جسمیں انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کے رسالہ شیر و شکر کے اعتراضات کا مہذبانہ جواب اور مسئلہ نکاح شیعہ و سنی کا مدلل فیصلہ درج ہے۔ قیمت ۲ر

المذبوح } اسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلین سب سنی تھے اور اسکا مدلل ثبوت کتب اہلسنت سے دیا گیا ہے نیز اسباب شہادت و اعتراضات کے جوابات بھی درج ہیں۔ قیمت ۲ر

الذکریٰ } شہادت مظلوم کربلا کا فلسفہ۔ قیمت ۳ر

القتیل } جواز تعزیہ داری کے دلائل قاطعہ اور اسکے فوائد کثیرہ اور رسوم تعزیہ داری کی اصلاح کی گئی ہے۔ قیمت ۳ر

سنی مذہب کے ڈھول کا پول } اسمیں اہلسنت کے تمام وہ بیہودہ مسئلے جو کہ ابوحنیفہ نے رائج کئے ہوئے ہیں۔ درج کئے گئے ہیں جن سے کہ فرقہ اسلام کو غیر مذاہب ہندو۔ عیسائی وغیرہ کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ قیمت ۱ر

تحفہ حیدریہ } زبان پنجابی۔ اسمیں فضائل و مصائب جناب امیر و امام حسین لکھے گئے ہیں نہایت قابل دید تحفہ ہے۔ قیمت ۱ر

المشتہر کربلائی شیخ غلام علی شہید تہ منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

کلید عملیات

مؤلفہ مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیرآبادی جسمیں تمام دینی و دنیوی مشکلات کو آسان کرنے کے لئے اعمال اور قریباً تمام بیماریوں کے رفع کرنے کے لئے تعویذات درج کئے گئے ہیں لہذا مولف صاحب نے تشنگان قرب الہٰی اور حاجتمندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے ہمیشہ کیلئے مستغنی کردیا ہے اور یہ کتاب اسرار مکنونہ اور رموز مکتومہ کا بے پایاں سمندر ہے۔ قیمت عہ

لہذا تصدیق کے لئے علمائے کرام کی صرف دو تقریظات درج کیجاتی ہیں۔

تقریظات

از عالیجناب رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام و المسلمین محی الملت والدین صدر المعتبرین سناطہم حکیم الامت للنا جمیعہ سرکار شریعتمدار قبلہ و کعبہ علامہ السید علی الحائری صاحب مجتہد العصر والزمان مدظلہ

باسمہ سبحانہ الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ علیٰ محمد ن المصطفیٰ وآلہ البررۃ الاتقیا۔ ابعد اس رسالہ شریفہ موسومہ بہ کلید عملیات مرتبہ حمید الصفات جمیل المناقب جناب مولوی سید برکت علی شاہ صاحب خصہ اللہ بجلائل المواہب کو نحیف نے بعض مقامات سے ملاحظہ کیا ہے انشاء اللہ احسن تنظیم و ترتیب و ازین تہذیب و تبویب پر مشتمل ہے۔ مومنین کیلئے ایک حد تک اس رسالہ شریفہ کے اردو ہونیکی وجہ سے تحصیل فیوض و برکات دینیہ و دنیویہ میں بہت کچھ سہولت اور آسانی حاصل ہوگی مومنین اس رسالہ پر عمل کرنے کے لئے میری طرف سے مجاز ہیں فللہ درہٗ وعلیہ اجرہٗ والیہ ترجع الامور۔

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ علی الحائری اللاہوری محلہ شیعیان موچی دروازہ لاہور

از عالیجناب فضائل مآب فاضل اجل محقق بے بدل کاسر اعناق الملحدین مرغم انوف الشیاطین استاذ المناظرین مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب کربلائی امرتسری

باسمہ سبحانہ میں نے کلید عملیات کو چند مقامات سے دیکھا اور ایک نظر سے تمام عنوانات کو ملاحظہ کیا جناب مولف صاحب نے بڑی جانکاہی کی ہے اور نہایت ہی محنت اور جانفشانی سے اس مجموعہ کو تیار کیا ہے اعمال تمام پاکیزہ اور طہارت قلبی کو بڑھانے والے ہیں۔ عاملین کو اس گوہر بے بہا کی قدر کرنی چاہئے۔

(احمد علی عفی عنہ)

المشتہر

کربلائی شیخ غلام علی شہید منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی گیٹ لاہور

یہی وہ مواعظ جاہلین ہیں جو جناب صید المفسرین فخر المحققین علامہ سید علی الحائری صاحب مجتہد العصر و الزمان لاہور نے مختلف مقامات پر کئے جن سے دو ہزار نفوس شیعہ ہو چکے ہیں

موعظہ حسنہ الملقب اظہار حقیت بجواب رسالہ اظہار حقیقت } مخالفین کے سات سوالوں کے جواب میں ہیں کی، مہ کتب معتبرہ سے عبارتیں پڑھکر سنائیں دوران تقریر میں مخالف کو انکار کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔ قیمت ۶ ر

موعظہ غدیر } مجمع عام میں حدیث غدیر بیان فرماتے ہوئے معتبر و مستند کتب اہل سنت کی عبارتیں پڑھکر سنائیں اور تبلیغ رسالت غدیر خم کا نقشہ دکھا کر قلوب مخالفین پر ہمیشہ کے لئے کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر لگا دی۔ قیمت ۵ ر

موعظہ مباہلہ } موضوع مباہلہ پر جامع نکات عجیبہ بیان فرماتے ہوئے ضمناً مخالفین خلافت حقہ کی رگِ حیات کو ایسی طرح کچل ڈالا۔ کہ تا زیست اب ہنگامہ آرائی کی انہیں جرات ہی پیدا نہ ہو سکے گی۔ قیمت صرف ۵ ر

موعظہ تقیہ } جس میں موعظہ تقیہ کے متعلق مکمل تقریر بحوالہ کتب اہلسنت مندرج ہے یہ وہی موعظہ تقیہ ہے جس سے تین سنی حضرات نے متاثر ہو کر مجمع عام میں اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کیا۔ غرضیکہ نہایت مدلل اور پُر معانی رسالہ ہے۔ قیمت ۵ ر

موعظہ تحریف قرآن } مجمع عام میں علامہ صاحب موصوف نے کتب مخالفین سے ثابت کر دیا ہے کہ تحریف قرآن کا قائل، عامل و ناقل فرقہ اہل سنت ہی ہے۔ قیمت ۵ ر

فلسفۂ اسلام } جس میں نبوت، رسالت اور اسلام کے جملہ مسائل کا مکمل فلسفہ اور اس کے ہر ہر مسئلہ کو ایسا مدلل بیان کیا ہے کہ ہر سلیم العقل ایک مرتبہ ملاحظہ کر لینے کے بعد اسلام تسلیم کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ قیمت صرف ۱۲ ر

منہج المعاد } وضو، غسل، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، احکام میت اور دیگر تمام ضروری مسائل فقہ قیمت ۶ ر

المشتہر

کربلائی شیخ غلام علی شہید منیجر خواجہ بک ایجنسی لاہور

موچی دروازہ

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم
بالتی ھی احسن

اراکین انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کے اعتراضات کا
مہذبانہ جواب اور مسئلہ نکاح شیعہ سنی کا مدلل فیصلہ

موسومہ بہ

النظر

بجواب

رسالہ شیر و شکر

مؤلفہ

سید محمد رضی الرضوی القمی (ابن علامۃ الحائری)

جسکو

شیخ غلام علی مینیجر خوجہ بک ایجنسی لاہور کرلائی

نے چھپوا کر شائع کیا

قیمت ۳ر